اجرا کردہ قائم کردہ عالیجناب حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

عالیجناب فضیلتمآب مولانا الحاج صدر الافاضل صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علیپوری

انجمن خدام الصوفیہ کا واحد رسالہ

جلد نمبر ۶ ہ

نمبر ۲

ماہنامہ

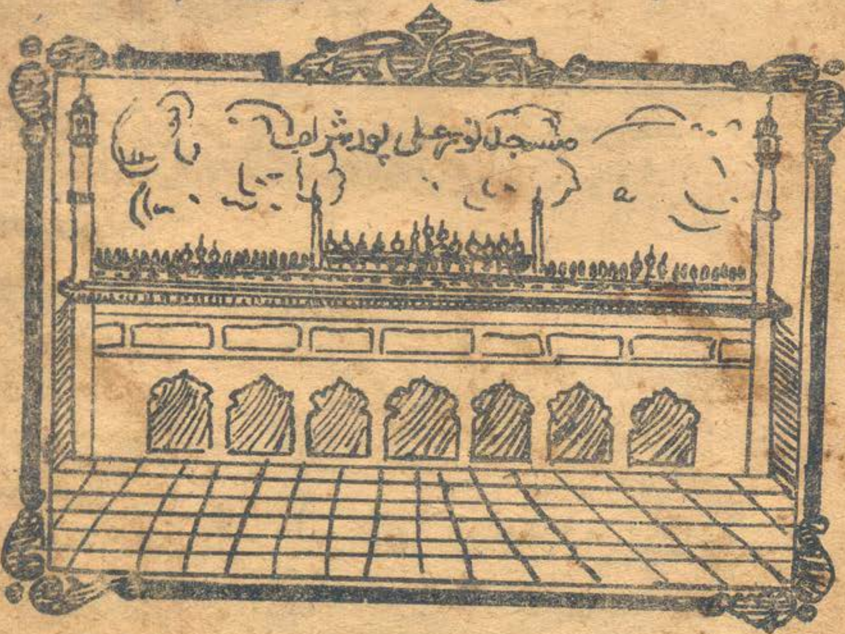
انوار الصوفیہ

سیالکوٹ

ماہ اگست ۱۹۵۳ء

سالانہ چندہ ۵ روپے

ششماہی ۳ روپے



ادارۂ تحریر

قیمت فی پرچہ ۸/

عالی قدر جناب صاحبزادہ حافظ حاجی سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری

مولانا مولوی غلام رسول صاحب گوہر

مولانا الحاج عالیجناب ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب کنجاہی

چوہدری محمد ابراہیم پرنٹر پبلشر نے تعلیمی پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر کچی مسجد سیالکوٹ سے شائع کیا۔

قواعد وضوابط ۱- علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ ۲- بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا۔ ۳- کتاب وسنت وفقہ کی روشنی میں مسائل پیش کرنا۔ ۴- عوام کے عقائد و اعمال اور ان کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

اور وہ بھی اسی رنگ سے رنگین ہو گئیں۔ اسی طرح مریدوں کو مرشد کامل سے نسبت پہنچتی ہے۔ اور ان عورتوں نے اس کیفیت میں ہاتھ کاٹ لئے۔ اور خبر نہ ہوئی اور حضرت زلیخا کا یہ حال نہ ہوا۔ تو باعث یہ تھا۔ کہ وہ عورتیں عالم تلوین میں تھیں۔ اور حضرت زلیخا کا عشق مقام تمکین پر پہنچا ہوا تھا۔

پاس ادب ببیں کہ بکوئے شہید عشق ∴ با ہیچ تپید کہ گرد از زمین نخاست

انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔ سیرت طالب ۲۔ انوار طالب ۳۔ تصوف ۴۔ تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/	ویب سائٹس
http://ameer-e-millat.com/	ویب سائٹس
http://ameeremillat.com/	ویب سائٹس
http://www.haqwalisarkar.com/	ویب سائٹس
http://www.charaghia.com/	ویب سائٹس
http://www.scribd.com/bakhtiar2k	کتابیں
http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/	تصاویر
http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/	تصاویر
http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/	فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://vimeo.com/user13885879/videos	ویڈیو
Youtbe: bakhtiar2k	ویڈیو
www.marfat.com	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.maktabah.org	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.fezanenaat.com	نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

نعت شریف

از جناب قاضی شمس الدین صاحب نقشبندی جماعتی مہاجر جموں

نور ایمان کی ضیا سید مکی مدنی !
قلب محزون کی دوا سید مکی مدنی

رنج و حرمان کی شفا سید مکی مدنی
درد ہجران کی دوا سید مکی مدنی

ظلمت کفر کو ایمان سے منور کر دے
دل کو پر نور بنا سید مکی مدنی

لات و عزیٰ سے کیا پاک خدا کے گھر کو
کعبہ دل میں بھی آ سید مکی مدنی

کفر و الحاد کی کس شان سے کایا پلٹی
میری بگڑی بھی بنا سید مکی مدنی

تیری درگاہ سے رافع ہو رسائی کیونکر
میں ہوں ناچیز گدا سید مکی مدنی

اپنے قدموں میں بلالیں مجھے اک بار حضور
شمسؔ کی ہے یہ دعا سید مکی مدنی

نقشہ اشعار خواجہ حافظ رح

ہیچو تو ناز نینے از سر تا پا لطافت
گیتی نشان ندادہ ایزد دنیا فریدہ

نیست در خیل شہان ہیچو تو شاہے عجبے
بر فلک نیست چو رخسار تو ماہے عجبے

کامیابی و فلاح دارین

از قلم خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بسے

شرط اول قدم این ست کہ مجنون باشی

اس زمانہ تاریکی میں جس کو مادی دنیا کے دلدادہ جو روحانیت و نورانیت سے بے بہرہ اور سراسر ناواقف ہیں۔ روشنی اور ترقی کے زمانہ فرماتے ہیں اور اس کا نام زمانہ روشنی رکھا ہے۔ اور عام انسان جو ذوق باطن سے بے نصیب اور نورانیت قلب سے دور افتادہ اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور غلامی سے بے نصیب ہیں۔ اور نور اسلام۔ نور ایمان اور نور ایقان سے ناآشنا اور روز قیامت پر یقین نہ رکھنے والے اپنی نادانی جہالت اور عدم واقفیت کی وجہ سے ایسے نااہل لوگوں کی دلفریب ظاہری گفتگو پر پھنس جاتے ہیں۔ اور وہ بھی ان ہی میں شامل ہو کر ان ہی کی طرح بوجہ فریب خوردہ ہونے اور اپنی جہالت سے ویسی ہی خرافات بکنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چھوڑو یار توبہ تمہارے نور باطن۔ اور قلبی روحانیت ولایت و کرامت معاذاللہ جہالت کے زمانہ کی بات ہے۔ اور کرامت بالخرق عادت تو بالکل شعبدہ بازی اور مسمریزم ہی ہے۔ اور اپنے سیاہ باطنی کی وجہ سے نہیں جانتے کہ آج سے کئی سو سال پیشتر مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی میں فرمایا ہے۔

همسری با انبیا برداشتند

اولیا را همچو خود پنداشتند

کرام علیہم السلام سے برابری کا دعویٰ کفر کرتے رہے۔

اور اپنے آپ اولیاء اللہ کی طرح جسم والا سمجھتے رہے۔

ندانستند ایشان از عمے ! !

ہست ۔ فرقے درمیاں بے منتہی !

بوجہ کور باطنی کے انہوں نے نہ جانا۔ کہ ان میں اور انبیاء و اولیاء میں بے حد فرق ہے۔ اور آگے فرماتے ہیں۔ تم ہر غم کھاتا کھا تو تم شہوت ہی شہوت پر حامل۔ اور وہ کھالیں تو تمام متن لشن بیدار اور عبادت میں مشغول۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے اولیاء اللہ اور عام لوگوں کے امتیاز کو خوب بیان فرما کر ارشاد فرمایا۔ انبیا کو اپنے کا سا جاننا کافروں کا کام ہے۔ اور اولیاء اللہ سے برابری اور دشمنی خدا سے برابری کا دعویٰ اور دشمنی معاذاللہ۔ آج کل کا مادہ پرست ظاہری اسباب کے دلدادہ اور بے باک منہ پھٹ جھٹ کہہ دیتے ہیں۔ میاں ان کے پاس سے کیا فائدہ سوائے تضیع اوقات کے اور کیا ملتا ہے۔ تقدیر تو دیسی کی ویسی رہتی ہے۔ مگر گمراہان عقل سلیم نے یہ نہ کبھی سوچا۔ کہ یہ بالکل غلط ہے۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ آیا وہ کبھی کسی صاحبدل مقبول بارگاہ سبحانی عارف، کامل متبع رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں درد و اخلاص اور حسن و عقیدت سے ہی حاضر ہوا ہے۔ یا انہوں نے کبھی اس مقدس اور متبرک طریقہ کی اتباع کی سعی کی۔ کیا کبھی عاشقان رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کے عشق و محبت اور خدمت

سرکار دوعالم علیہ السلام کا مطالعہ کیا۔ اگر انہوں نے ایسا کیا ہوتا تو یقیناً ایسے خرافات ہانکنے سے بالکل مجتنب رہتے۔ اور اپنی غلطی۔ غلط راہ روی کو تسلیم کر لیتے۔

اگر کسی دل میں تڑپ اور اضطراب ہو۔ صحیح تشنگی اور اشتہا ہو تو اسی تڑپ کو اور اضطراب کو دور کرنے تشنگی کو بجھانے اشتہا کو سیر کرنے کے لئے اور اس کو اطمینان قلب اور تسکین خاطر عطا کرنے کے ہر قسم کا علاج موجود ہے۔ اور کسی دل میں طلب صادق حقیقی تڑپ۔ سچی تشنگی اور اشتہا نہ ہو۔ تو پھر علاج کس کا اور کامیابی کیسے۔ التجا مشکل کشا ہی۔ طلب امداد حسن عقیدت اور حاضری باخلاص نہ ہو۔ تو ان بے پرواہ اور بے نیاز۔ دنیا کو لات مارنے والوں سے امداد اور اعانت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ حافظؒ

طبیب عشق مسیحادم است و مشفق لیک
چون درد را تو نہ بیند دوا کرا بکند

خدا ہے عشق کا طبیب تو دم مسیحا اور بر ہمنی سے آراستہ ہے۔ مگر علاج تو تمہارا تب کرے جو تم نہایت ہی عجز و الحاج حسن عقیدت حاضر خدمت ہو کر طالب نور اعانت و امداد ہو اس لئے ہر اس شخص کے لئے جو فلاح دارین اور کامیابی دارین کا دل خواہاں لازم ہے۔ کہ وہ دل میں سرگرم اشتیاق اور جوش محبت پیدا کرے۔ تب وہ کامیابی کا منہ دیکھ سکتا ہے دیوانہ وار اتباع۔ بے چون وچرا اتباع۔ اخلاص و عقیدت سے اتباع۔ اگر کوئی مرید کوئی طالب کسی مقبول خدا اور رسول علیہ السلام کی کرے۔ تو اس کو حصول مقصد حیات میں کامیابی مزدہ ہو جاتی ہے۔ کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا اور جو شخص اپنی عقل ناقص کی پیروی کرتا ہے۔ اور اہل اللہ

واقفان راز الٰہی۔ آشنایاں راز محبت دور افتادہ رہ جاتا ہے۔ اور نہ صرف خسر الدنیا والاخرہ بن جاتا ہے۔ بلکہ رہبر اس کو اپنی معیت اور خدمت سے بحکم ہذا فراق "بینی وبینک" دور کر دیتا ہے۔ اور پیروی اور اتباع کی بھی اجازت نہیں دیتا یا بالفاظ دیگر وہ مقبولان بارگاہ الٰہی کی درگاہ سے بھی نکال دیا جاتا ہے۔ چونکہ راستہ حصول منزل مقصود ہی ایک ہوتا ہے۔ اس طرح اس راستہ سے دھکیلا ہوا نہ صرف منزل مقصود سے دور جا پڑتا ہے۔ بلکہ اگر اکثر اوقات سرمایہ دین وایمان بھی ضائع کر دیتا ہے۔ اس نقصان بے حد اور عدم واقفیت راہ کو مدنظر رکھتے ہی حافظؒ فرماتے ہیں۔ کہ محبوب کی منزل تک رسائی حاصل کرنے کے لئے راستہ بڑا خطرناک ہے اور مصائب اور بلاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن سے جان وایمان کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے اگر کسی کو محبوب حقیقی کے وصال کی سرگرم طلب اور خواہش ہو تو اسکے لئے لازم ہے۔ کہ وہ عاشق زار بن کر مجنون وار اتباع بخشندگا عشق و محبت کرے اور قدم اول جو وہ اس راستہ عشق دشت خار زار محبت میں رکھے ایسا ہو کہ اس پہ ظاہر ہو۔ کہ اس نے اپنے محبوب کے در تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اپنے رہبر طریقت کی لبطور مجنون اتباع کر کے قدم اول رکھا ہے۔ اور اپنی عقل ناقص۔ فہم و فراست۔ علم و قیاس کو اس واقف منزل مقصود کے ارشاد کے مقابلہ میں بالکل ہیچ جانتا ہے۔ گویا وہ شخص جس کی سعادت ازلی دستگیری کرے وصال محبوب حاصل کرتا یا حصول مقصود حقیقی تک فائز تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب وہ پہلا قدم اس سلسلہ میں مجنونانہ وار پیر طریقت کے اتباع ہی رکھے۔ رہبر راہ عشق تمام نشیب فراز راستہ سے واقف

اور مرید بالکل بے خبر دراصل رہبر راہ عشق الٰہی ہی کے رحم وکرم سے محبت اور عشق الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ اور اگر وہ عطا کرے تو عشق ملے۔ اور جو لوگ اپنی عدم واقفیت اور جہالت سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ عقل و عشق کی آ[illegible] عداوت ہے۔ یہ دراصل غلط بات ہے۔ کیونکہ کوئی شخص جو کسی علم سے یا کسی راستہ سے ناواقف ہو وہ اس علم سے جاہل کہلاتا ہے عام لوگ عشق حق کے منازل کے طے کرنے کے طریق سے بے بہرہ ہیں اور وہ اس راستہ (نورانی) کو اپنے ناقص علم و ہنر کے ماتحت کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا اس راستہ سے کوئی تعلق نہیں ہے چونکہ خود بے بہرہ ہوتے ہیں۔ ایسی کہہ دیتے ہیں۔ کہ میاں عشق اور عقل کا آپس میں بیر ہے۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ جو شخص اپنی عقل اور مردانگی کے ماتحت اس طرف چلنا چاہتا ہے۔ چونکہ راستہ پرخطر اور خوفناک ہے جان جوکھوں کا معاملہ ہے۔ تو وہ قدم قدم پر ٹھوکر کھاتا ہے اور قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اور اعتراض کرتا جائے گا تو قدم قدم پر اس کی ناقص عقل اس کو چکر میں ڈالیگی اور اس کے دل میں بے شمار وساوس اور توہمات پیدا کرے گی۔ اور اس کی محبت سے اس کو باز رکھے گی۔ اگر محبت حد درجہ کی ہوجائے۔ تو پھر اپنی عقل ہوش وحواس سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور پھر عشق بمنزلہ جنوں ہوجاتا ہے۔ جب عاشق کو جنوں کی حالت ہوجائے۔ تو پھر کسی کام کو کرتے وقت سوچنا یا سمجھنا درست نہیں ہوتا۔ بلکہ سوچ اور سمجھ خود بخود مجنوں کو چھوڑ جاتی ہے۔ اس لئے حصول وصال محبوب کے لئے ضروری ہے کہ اس کی محبت میں ایسا سرگردان اور فریفتہ ہوجاوے۔ کہ سوائے محبوب و معشوق کے اس کے دل میں کوئی اور خیال تک نہ رہے۔ تمام ماسوائے اس کے دل سے نکل جائے۔ محبوب کی ہر بات محبوب۔ محبوب کی منزل کا راستہ دکھانے والے کا اتباع بدوں چون وچرا بدوں کسی اعتراض کے دیوانہ وار کرے۔ جو پہلی شرط اس قدم کی ہے۔ جو منزل محبوب تک پہنچنے کے لئے وہ اٹھاتا ہے۔ سبحان اللہ عاشقان محبوب حقیقی کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ وہ جس محبوب مقبول حق کے ذریعہ حصول وصال کے طالب ہیں۔ جس کے ذریعہ سے وہ منزل مقدس معشوق حقیقی تک رسائی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے حکم اور شرط یہ ہے۔ کہ وہ پہلا قدم جو اس راستہ میں اٹھائیں وہ تب اٹھائیں کہ مجنوں وار اتباع اور اطاعت اپنی رہبر طریقت کی کریں۔ اور اگر وہ مجنوں وار اس مقبول بارگاہ احدیت کی متابعت نہ کریں گے۔ تو منزل مقصود تک پہنچنا تو درکنار ان کا اول قدم ہی غلط ہوگا۔

دوسرے حکم ارشاد فرماتے ہیں ؎

دل اندر زلف لیلیٰ بند و کار عشق مجنوں کن!!
کہ عاشق را زیاں دارد مقالات خردمندی

محبوب کے رشتہ زلف میں اپنے آپ کو اسیر کرکے مجنوں وار کام کرو۔ کیونکہ عاشق کو اپنی عقل ودانائی کی گفتگو نقصان دہ ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس محبوب حقیقی کی عقل کامل ہے۔ اور تیری اور دوسرا ظاہر ہیں۔ لوگوں کی عقل ناقص ہے۔ اگر ناقص عقل وفہم والا کامل عقل والا کے ارشادات پر اعتراض کرے گا۔ اور اس کے احکام کی اتباع واطاعت سے انحراف کرے گا۔ تو اس کو ضرور نقصان ہوگا۔ کیونکہ ایک واقف کار رہبر راہ حق کا ارشاد اس کے اپنے علم کامل کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو صحیح

اور درست ہوتا ہے۔ اور جاہل ناواقف اس سے بے خبر۔ اس لئے بہتر ہے کہ محبوب کی متابعت اپنے آپ کو اسیر بنا کر مطابق حکم محبوب کرتے جانا کامیابی اور کامگاری کا راستہ ہے۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گفت لیلیٰ را خلیفہ کان تو ئی
کز تو مجنوں شد پریشان دغوی
کز دگر خوباں تو افزوں نیستی
دیدہ مجنوں اگر بودے ترا !!
ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

ایک دن ایک حاکم وقت نے لیلیٰ (ایک محبوب) کو پوچھا۔ اور اس کی ظاہرہ شکل دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ تو ہی لیلیٰ ہے۔ جس پر مجنوں پریشان اور آشفتہ حال ہو گیا۔ تو تو دوسرے محبوبوں سے زیادہ خوبصورت نہیں۔ لیلیٰ (محبوب) نے جواب دیا۔ اگر مجنوں نہیں ہے تو تو خاموش رہو۔ اگر تو مجنوں کی آنکھ رکھتا تو دونوں جہانوں سے بے خطر ہو جاتا۔ یعنے محبوب محبوبِ خدا کی اتباع بطور مجنوں کرنے سے دارین کے خوف و خطر سے بے وفا ہو جاتا۔ اس میں مولانا نے مومن کے لئے پہلا اعتراض محبت و عشق سے مجنونانہ خصلت حاصل کر کے اتباع سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور اطاعت پیر طریقت کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس راستہ میں غلامی اور اتباع کا ارشاد ہے یہاں شاہی شان و شوکت کو کوئی جو کے عوض نہیں خریدتا یہاں

خلوص نیت اور حسن عقیدت اور بندگی کی ضرورت ہے ؎

در کوئے عشق شوکت شاہی نمے خرند
اقرار بندگی کن و دعوے جا کری !

دل میں تڑپ اور صحیح تشنگی پیدا کر کے ان سے دوا طلب کی جاوے تو مسیحائے وقت ہر وقت دوا دینے علاج کرنے تسکین عطا کرنے کو تیار ہیں ؎

طبیب عشق مسیحا دم است و مشفق لیک
چوں درد در تو نہ بیند دوا کرا بکند

اس لئے ضروری ہے کہ پہلے صحیح درد عشق و محبت جو منزلہ جنوں ہو وہ پیدا کر۔ اور اپنی عقل ناقص کو ایک طرف کر کے پھر اس راستہ میں قدم رکھو۔ چونکہ اس راستہ میں جان کا خطرہ عظیم ہے۔ اور کامیابی بدوں جان پر کھیلنے کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جان پر کھیلنا بدوں عشق و جنوں کے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اوّل شرط راہرو راہ عشق کی یہ ہے کہ وہ پہلا قدم ہی اس راستہ میں جب رکھے۔ کہ وہ مجنوں بن جائے۔ اور مجنونانہ وار محبت اتباع و اطاعت پیر طریقت (محبوب محبوب حق کرے ؎

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں
شرط اول قدم ایں است کہ مجنوں باشی

ارتحال

دلی اندوہ اور رنج سے یہ خبر درج رسالہ کی جاتی ہے۔ کہ حاجی محمد کرم الٰہی صاحب جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ کی ہمشیرہ چند ماہ بیمار رہ کر ۲۴ جولائی بروز جمعہ رہگرائے عالم جاودانی ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے مرحومہ قبلہ عالم سرکار علی پوری کی خادمہ تھیں پابند صوم و صلوٰۃ ذاکر شاغل تہجد گزار تھیں ناظرین رسالہ سے درخواست ہے کہ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے وارثان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت داتا گنج بخش صاحب کے اقوال و کلمات طیبات

عالی جناب حضرت صاحبزادہ مولٰنا الحاج پیر سید انور حسین صاحب علی پوری

حضور نے اہل دین اور اہل دنیا کے لئے کلمات طیبات کا ایک لازوال خزانہ اپنی یادگار چھوڑ آئے آپ کی نورانی زبان کے نورانی ایک ایک لفظ تابندہ گوہر میں کوئی سعید ازلی اگر عمل کرنے والا ہو تو ایک ہی لفظ کافی ہے۔

۱ حال وہ حقیقت ہے جو انسان کے دل میں خدا کی طرف سے وارد ہوتی ہے۔ اور جس وقت وہ وارد ہوتی ہے۔ تو اس کو دور نہیں کر سکتے اور جب وہ کھو جاتے تو پھر اسے حاصل نہیں کر سکتے

۲:۔ خواہشات نفس کی مخالفت سب عبادتوں کا اصل اور سب مجاہدوں کا کمال ہے۔

۳:۔ یہ ضروری نہیں کہ جو زیادہ مجاہد ہو وہ زیادہ امن میں ہو۔ بلکہ جس پر خدا کی زیادہ عنایت ہوتی ہے وہی قرب الٰہی کا زیادہ مستحق ہوتا ہے

۴:۔ نفس ایک کتا ہے۔ کتے کا چمڑہ جب تک دباغت اور رنگ نہ کیا جائے پاک نہیں ہوتا۔

۵:۔ تصوف اور معرفت کے طریقہ کی بنیاد اور قاعدہ سب ولایت اور اس کے اثبات پر ہے۔

۶:۔ جو ولی کی معرفت کے قابل نہیں انکا قول معتبر نہیں۔

۷:۔ کرامت ولی۔ ولی کے صداقت کی علامت ہے۔

۸:۔ ولی کرامتوں سے مخصوص ہے اور نبی معجزوں سے۔

۹:۔ پیغمبر کی بزرگی اور رتبہ کی بلندی صرف معجزوں سے نہیں بلکہ صفائی عصمت سے ہے۔

۱۰:۔ جملہ انبیاء ولی ہوتے ہیں مگر کوئی ولی نبی نہیں ہو سکتا (لا نبی بعدی)

۱۱:۔ روح ایک لطیف شئے ہے جو خدا بزرگ و برتر کے حکم سے آمد و رفت رکھتی ہے

۱۲:۔ اپنے سے غیب ہو تا حضوری حق ہے۔ اور حضوری حق سے اپنے غیبت

۱۳:۔ وہ آدمی بالکل جاہل ہے جو قدیم اور محدث میں فرق نہیں جانتا۔ اور ان کی شناخت نہیں کر سکتا۔

۱۴:۔ عارف باللہ عالم بھی ہوتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ عالم عارف بھی ہو

۱۵:۔ معرفت رب تعالٰی بندہ کیلئے سب کاموں سے زیادہ مشکل ہے

۱۶:۔ جس کو اللہ تعالٰی راہ ہدایت پر چلائے اسکو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسکو اللہ تعالٰی اپنے گمراہ کرے اسکو کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔

۱۷:۔ سالک راہ خدا کا اول قدم توبہ ہے یعنے جبتک سالک گناہوں سے حقیقی توبہ کر کے بندہ کے ایمان اور عمل صالح کا پابند نہ ہو کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوتا ہے اس لئے اول کام توبہ ہے۔

۱۸:۔ فرمایا۔ محبت حال ہے اور حال کبھی قال نہیں ہوتا یعنے اگر محبت زبردستی پیدا کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تو عطائے الٰہی ہے یہاں زور و زر کا کام نہیں سکندر انکہ بخشند آبے ؛ بزور و زر میسر نیست ایں کار

۱۹:۔ علم سے بے پرواہی کرنا محض کفر ہے۔

۲۰:۔ مشاہدہ مردان خدا کا میدان ہے۔ اور مجاہدہ بچوں کا کھیل۔

۲۱:۔ بوڑھوں کو چاہیئے کہ وہ جوانوں کا پاس خاطر کریں کیونکہ انہوں نے کم گناہ کئے ہیں اور جوانوں کو چاہیئے کہ وہ بوڑھوں کا احترام کریں کیونکہ وہ ان سے زیادہ عابد تجربہ کار ہیں۔ حدیث شریف من لم یرحم صغیرنا و لم یوقر کبیرنا فلیس منا

۲۲:۔ غذا کے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ طبیعتوں کا برقرار رکھنا کھانے پینے کے بغیر

نعت شریف

ہادی عالم مُحبِّ بے کساں — سیدِ عالم شہِ کون و مکاں

صاحب لولاک ختم المرسلاں — ماوی و ملجا، پناہِ بے کساں

مُونسِ بے چارگاں افتادگاں — مامن دلدادگاں دل خستگاں

اشرف و افضل امام المجتبیٰ — باعثِ تخلیق ایں دُنیا و دیں

اِھدنا مولیٰ صراط المستقیم — اسوہ حسنہ حبیب ربّ رحیم

شافع عالم بروزِ داد دیں — احمد و حامد شفیع المُذنبیں

افضل و اعلیٰ حبیب کبریا — جز محمد ﷺ نیست دلبر دو سرا

فخرِ موجودات فخر الانبیاء — سرورِ عالم محمد ﷺ مُصطفےٰ

باز خواہم جُبّہ سائی اے شہا — بر درِ اطہر شہ ہر دو سرا

مسجد اقدس ریاضِ جنت است — روضۂ اطہر زعرشِ اعظم تر است

مشفقِ عالم حبیب کبریا
باز نگہ لطف سوئے ایں گدا

زریں ارشادات

جناب مشکل کشا بلا گردان خواجہ خواجگان حضرت نقشبندی بخاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ؕ

۱:- فرمایا ظہور خوارق وکرامت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اصل چیز استقامت ہے۔

۲:- فرمایا۔ مراقبہ نسیان رویت مخلوق۔ بدوام نظر الی الخالق ہے۔

۳:- فرمایا۔ دوام مراقبہ نادر ہے۔ اور ہم نے اس کو حاصل کرنے کا طریق مخالف نفس پایا ہے۔

۴:- فرمایا۔ شاہد سالک کے دل پر وارد غیبی کے نزول کے بلاحظہ کو کہتے ہیں۔ اگر وہ جلد گذرتا ہے۔ تو ادراک میں نہیں آتا۔

۵:- فرمایا۔ محاسبہ یہ ہے کہ سالک ہر ساعت حساب کرتا رہتا ہے۔ کہ مجھ پر کیا گذرتا ہے۔ اور کس طرح گذرتا ہے۔ اگر نقصان پایا جائے تو اسکا تدارک کرے۔ اگر ترقی پائے تو اس کا شکریہ ادا کرے اور اس عمل میں کوشش کرے۔ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بہ برکت حضرت خواجہ صاحبؒ طالب اول قدم پر حلاوت مراقبہ سے مشرف ہوتا تھا۔ اور جس وقت زیادہ توجہ فرماتے تو عدم پر پہنچ جاتا تھا۔ اور اگر زیادہ توجہ فرماتے تو مقام فنا پر پہنچ جاتا تھا۔ اس وقت خواجہ صاحبؒ فرماتے کہ میں صرف واسطہ تھا۔ اب مجھ سے منقطع کر کے مقصود حقیقی سے پیوست ہونا چاہیئے

۶:- فرمایا۔ عبادت طلب وجود ہے۔ اور عبودیت تلف...

۷:- فرمایا۔ اگر مقام ابدال پر پہنچنا چاہتا ہے۔ تو مخالفت نفس...

۸:- فرمایا۔ ہر ایک قسم کے آئینہ کے دو رخ ہوتے ہیں۔ او[ر] میرے آئینہ کے چھ رخ ہیں۔

۹:- فرمایا۔ کہ زمین پر میرے سامنے مثل روئے ناخن ہے

۱۰:- فرمایا جو شخص سلامتی خود کے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہے۔ اسکو دوسرے سے آشتی کرنا شرک ہے اور فرمایا یہ شرک عوام کو معاف ہے۔ مگر خواص سے معا[ف] نہیں۔

۱۱:- فرمایا متوکل کو چاہیئے کہ اپنے توکل کو اسباب میں پوشیدہ رکھے۔

۱۲:- فرمایا۔ مجھکو اللہ تعالےٰ نے دنیا کی خرابی کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور لوگ مجھ سے دنیا کی عمارت چاہتے ہیں

۱۳:- فرمایا۔ اگر اس وجود سے کوئی زیادہ خراب وجود ہوتا تو ... کا خزانہ اس میں رکھا جاتا۔

۱۴:- فرمایا اہل اللہ بار خلق اسی سبب سے کھینچتے ہیں۔ کہ تہذیب اخلاق ہو۔ یا کسی ولی سے ملاقات ہو۔ کیونکہ کوئی ایسا ولی نہیں ہے۔ جس پر اللہ تعالےٰ کی نظر نہ ہو۔ جب اس ولی سے ملاقات ہوتی ہے۔ تو اس کی نظر... فیضیاب ہوتا ہے۔

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی قرآنی تعلیم کی تعظیم و تکریم

سلطان محمودؒ کے زمانہ میں خلفائے عباسیہ بغداد میں حکمران تھے۔ اور کل اسلامی شاہان و حکمران ان خلفائے بغداد کو خلیفۃ المسلمین جانتے۔ مانتے اور ان کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ اگرچہ ان دنوں خلیفہ کی قوت اقتدار صرف بغداد کی چاردیواری تک ہی محدود تھی۔ اور خود خلیفہ وقت یعنی القادر باللہ صاحب بہاؤ الدولہ دیلمی کی مدد کر الطائع اللہ خلیفہ بغداد کو خلافت سے معزول کر کے تخت پر بٹھایا تھا۔ اور بالکل گدی نشین پیرزادہ کے مشابہت رکھتا تھا۔ مگر پھر بھی بعض ممالک خصوصاً ایشیا میں اسی کی سند سے حکومت کا جواز تصور ہوتا تھا۔ اور باوجود اس قدر کمزوری کے کہ خود دوسرے کی امداد کے تخت پر کامیاب ہوا۔ خلیفہ بغداد کا ہی سکہ اور خطبہ مشرقی ممالک میں جاری تھا۔ اور جو کوئی بھی کسی صوبہ کو فتح کرنے میں کامیاب ہوتا وہ خلیفہ بغداد کی خدمت میں اطلاع دیتا اور سند حکومت طلب کرتا۔ تو خلیفہ بغداد اس کو لمبے چوڑے خطاب اور سند بھیج دیتا۔ اور سلطان محمود غزنوی جو ایک نہایت جوانمرد شیر دل۔ بت شکن۔ خداترس۔ خداشناس بادشاہ اور اپنے والد کا جائز وارث تھا جس نے قوت بازو سے فتوحات ہندوستان کا دروازہ کھولا تھا۔ اس کو امین الملۃ یمین الدولہ کا خطاب دیا اور مشرقی ممالک کا سلطان تسلیم کیا۔ سلطان محمود کو فی الحقیقت ایسی باتوں کی ضرورت نہ تھی۔ اسکو اپنے قوت بازو فضل خدا اور امداد پیشوایان روحانی پر بھروسہ تھا۔ تاہم زمانہ کی مصلحت ملکی کے خیال سے سلطان محمود نے ان عنایات کا دلی شکریہ ادا کیا۔ اور خبر مقدم بدل کیا چنانچہ سلطان محمود نے خاندان بنی لیث سے خراسان کا کچھ حصہ بوجہ ان کی بدنظمی کے چھین لیا۔ اور تھا یا ۔ برائے دیلمی کے قبضہ میں تھا جن کی امداد سے خلیفہ القادر باللہ تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا۔ سلطان نے باقی حصہ خراسان بھی خلیفہ سے طلب کیا۔ جو دیدیا گیا۔ اور جب سمرقند کی حکومت طلب کی تو خلیفہ نے انکار کر دیا۔ اور لکھا کہ اگر سلطان بغیر ہماری اجازت کے سمرقند پر قبضہ کرے گا۔ تو ہم تمام اسلامی دنیا کو سلطان کے خلاف یورشش کرنیکا حکم دیدینگے۔

گو سلطان خلیفہ کی حیثیت اور طاقت سے بخوبی واقف تھا۔ یہ پڑھکر بھڑک اٹھے اور خلیفہ کو جواباً لکھا۔ کہ تم میرا کیا بگاڑ سکتے ہو۔ میں ہزار ہاتھی کا لشکر لاکر بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا کر تباہ و برباد کر دونگا۔ اور خاک تک اٹھا کر غزنی میں لے آؤنگا۔ جب یہ خط خلیفہ نے مطالعہ کیا تو اس کا جواب سربمہر روشش بجز معنون دیا۔ جس کو سلطان محمود نے کھولا تو یہ لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کے بعد صرف الم لکھا تھا اور بعد میں الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین درج تھا۔ اس کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ سلطان اور تمام درباری حیران تھے۔ کہ مطلب سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آخر ابوبکر قہستانی نے عرض کی۔ کہ الم سے اشارہ سورہ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل کی طرف ہے۔ اگر سلطان دارالسلام بغداد کے لئے

آتا ہے۔ تو انجام وہی ہو گا۔ جو حشر ابرہہ اصحاب الفیل شاہِ یمن دشمن مکہ کا ہوا تھا۔ نیک دل۔ پاک باطن اسلام کا شیدائی سلطان یہ آیت سنتے ہی بیہوش ہو گیا اور جب ہوش آیا۔ تو بغداد کے ایلچی سے معذرت کی اور قیمتی تحائف دیگر خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا اور ابوبکر قہستانی کو بھی قیمتی خلعت عطا کی۔ اسی واقعہ سے سلطان محمود کی قرآن کی تعظیم وتکریم کا ثبوت ملتا ہے۔ اگرچہ خلیفہ بغداد سلطان کا جنگی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ لیکن حملہ کو اصحاب فیل کی مشابہت نے خدا پرست سلطان کے دل کو ایسا ہلا دیا۔ کہ اس جبار قہار کی سیاست جو عموماً سرکشوں متکبروں اور مغروروں کو اپنے حقیر مخلوق سے ہلاک کرا سکتی ہے محمود جیسے دلیر شجاع۔ بت شکن۔ شیردل کو بھی بیہوش کر دیا۔ اور ہوش آنے پر اپنی زبردست فوجی طاقت کے غرور وتکبر سے تائب ہوا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ سلطان کے دل میں حیثیت الرحمن بہت تھی۔ انقلاب دوران کو ہر وقت مدنظر رکھنے والا تھا۔ قرآن کریم اور اسکی پاکیزہ تعلیم کے سامنے گردن جھکانے والا اور دل سے تسلیم کرنے والا تھا۔ فقط

نعت شریف

(از جناب سید شبیر علی صاحب محزون قصبہ بہیڑی ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی)

محمدؐ حبیبِ خدا بنکے آیا — مرے دردِ دل کی دوا بنکے آیا
خبر جنکے آنیکی انجیل میں ہے — اور خلیلِ خدا کی دعا بنکے آیا
خبر جنکے آنیکی جبقوق نے دی — دو عالم کا وہ آسرا بنکے آیا
زبور اور تورات شاہد ہیں اُسپر — عجب شان کا دلربا بنکے آیا
محمدؐ کی توصیف کرتا ہے اللہ — وہ ممدوحِ رب العلی بنکے آیا
کہیں نور کہکر پکارا خدا نے — کہیں مجرموں کی دوا بنکے آیا
طٰہٰ و یٰسین، مزمل، مدثر! — خدا جانے کیا سے کیا بنکے آیا
کروں ختم مطلع پہ یہ غزل محزون — محمدؐ حبیبِ خدا بنکے آیا

مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم اول سرہندی رضی اللہ تعالےٰ

(از حضرت مولانا پیر شبیر حسین صاحب علی پوری)

مکتوب ۴۸ دفتر دوم

مقام رضاء کی ترغیب دینے کے بیان میں خواجہ محمد طالب بدخشی کی طرف صادر فرمایا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛۔ الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ) اللہ تعالےٰ کی حمد ہے۔ اور اس کے بندوں پر سلام۔

خواجہ محمد طالب آپ ہمیشہ مطلوب کے کائب رہیں۔ آپ نے قرۃ العین محمد صدیق کے فوت ہونیکی خبر لکھی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میرے برادر عزیز! حق تعالےٰ مومنوں کے نزدیک ان کے دلوں جانوں اور تمام اشیاء سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔ زندہ کرنا مارنا اسی کا کام ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے افعال میں کسی کا دخل نہیں۔ اسی واسطے اس کا ہر فعل بھی زیادہ پیارا اور محبوب ہوگا۔ محب اپنے محبوب کے ہر فعل سے لذت پاتے اور اس پر خوش ہوتے ہیں۔ ان کو صبر کی ترغیب دینی مکروہ اور نامناسب ہے۔ مقام رضا اگرچہ رغبت اور مردہ کی خبر دیتا ہے۔ لیکن التذاذ مرتبہ امر دیگرے۔

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت
ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت ؎
تیغ لا در قتل غیر حق براند
در نگر زاں پس کہ بعد از لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
شاد باش اے عشق لذت سوز رفت

عشق وہ شعلہ کہ جب روشن ہوا ؛ ماسوا عشق کے سب جل گیا
تیغ لا قتل غیر حق کیا ؛ دیکھو اسکے بعد پھر کیا رہ گیا
رہ گیا اللہ باقی سب گیا ؛ مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا

مکتوب ۴۹ :- اس بیان میں کہ ماسوا کا نسیان اسی طریق کا پہلا قدم کوشش کریں تاکہ اس میں کوتاہی نہ ہو۔ خواجہ محمد گدا کی طرف صادر فرما

الحمد للہ ونصلی نبیہ وسلم علیہ وعلی آلہ الکرام (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے نبی اور ان کی آل بزرگ پر صلوٰۃ و سلام ہو۔)

سب سے بہتر نصیحت جو اخی خواجہ محمد گدا کو کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ عقاید کا رویہ کے درست کرنے اور فقیہہ احکام بجالانے کے بعد ہمیشہ ذکر الٰہی جل شانہٗ میں مشغول ہونا جس طرح آپ نے سیکھا ہے۔ یہ ذکر اس قدر غالب آجائے کہ باطن میں مذکور کے سوا کچھ نہ چھوڑے اور مذکور کے سوا تمام چیزوں کا علمی اور حبی تعلق دور ہو جائے۔ اس وقت دل کو ماسوا کا نسیان حاصل ہو جاتا ہے۔ اور غیر کی دید و دانش سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اگر تکلف یا بناوٹ سے بھی اس کو اشیا یاد دلائیں۔ تو اسکو یاد نہیں آئیں۔ اور ان کو پہچان نہیں سکتا ہمیشہ مطلوب میں فانی اور مستغرق رہتا ہے۔ جب معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ اس راستہ میں ایک قدم طے ہوتا ہے۔ کوشش کریں کہ اس ایک قدم بھی کوتاہی نہ ہو۔ غیر کی دید و دانش میں ہی گرفتار نہ رہیں تو۔

(باقی صفحہ ـــــ پر دیکھیں)

مبارک مبارک

مژدہ جان فزا

میں نہایت ہی دلی رنج اور جگر سوز قلق سے عرض کرتا ہوں۔ کہ ایک تو میں ۲۲ جولائی سے لیکر ۲ اگست تک بخار سے سخت لاچار رہا۔ اور دوئم اس خاکسار کو بھی علم نہ تھا۔ کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع المنزلت امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادی رحبوُ رابعہ عصر اور صاحبزادی جو زاہدہ اور عابدہ متقیہ بھی اپنے فرزند ارجمند جناب مولانا الحاج حضرت صاحبزادہ حافظ سید حیدر حسین صاحب اور قبلہ عالم قیوم العالم غوث الاعظم سید نادر مرشد نا سرکار علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے پاک دامن دو پوتیاں بھی اپنی پھوپھی صاحبہ کے ہمراہ ان کی خدمت میں کیلئے برائے زیارت حرمین الشریفین وزاد اللہ شرفہما برائے حج تشریف لے جا رہی ہیں۔ ورنہ میں آنکھوں سے چل کر ان کی خاک قدم بوسی کے لئے آستانہ عالیہ میں حاضر ہو کر ان کی خاکِ قدم کو کحل البصر بناتا۔ مجھے عدم حاضری کا سخت رنج اور قلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب کی اولاد محبوب خدا کے روضہ اقدس جس کا رتبہ عرش بریں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ۲ اگست کو علی پور شریف سے روانہ ہوئیں۔ گاؤں کے تمام اہالیان اعلیٰ حضرت جناب صاحبزادی صاحبہ اور ان کے برادر زادیاں اور ان کے فرزند صاحبزادہ سید حیدر حسین کو الوداع کرنے کیلئے علی پور اسٹیشن پر تشریف لائے۔ بارگاہِ ایزدی میں دلی دعا ہے۔ کہ مولے کریم ان سب کو اپنے کرم نوازش سے ہر طرح سے سفرِ حج میں بخیریت تمام رکھے اور ان کو بعجت مراجعت فرمادے۔ اور وطن کرے۔ آمین ثم آمین

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بقیہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی

گوئے توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند ✣ کس بمیداں در نمے آید سواراں راچہ شد

ترجمہ:- گوی توفیق و سعادت درمیاں میں ہے پڑی ✣ کوئی میدان میں آتا نہیں کدھر ہیں اب سوار

آپ کے تعلقات کم نظر آتے ہیں۔ مگر آپ شوق سے تعلق والوں سے تعلق پا لیتے ہیں۔

اتحاد سلاسل درویشاں

متحد جان اندمردان خدا ⁂ جان گرگان وسگاں باشد جدا

رسالہ انوار الصوفیہ اعلیٰ حضرت مصدر حسنات وخیرات مخزن فیوضات وکرامات سید السادات امیر الملت سیدنا ومرشدنا قدس سرہٗ العزیز نے جب زمانہ کے حالات دیکھے کہ بوجہ ناقص تعلیم اور علم دین سے بے بہرگی کے باعث لوگ اہل عرفان مقبولان بارگاہ ربانی۔ عاشقان یزدانی محبان سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ارادت اور عقیدت سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔ اور اپنی عقل اور علم ناقص پر اعتبار کرکے ہیچ راستہ حصول مقصود آفرینش سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔ اور مقبولان بارگاہ صمدانی محبوبان رب ذو الجلال کی تعلیم اور ارادت سے دور جا رہے ہیں۔ تو آپ نے لاہور سے زیر ارادت عالی جناب حضرت مولینا حافظ ظفر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفۂ اعظم سرکار علی پوری) رسالہ انوار الصوفیہ جاری فرمایا۔ جس کا اہل اسلام عوام اور خواص کے دلوں میں اہل اللہ کی عزت احترام واکرام کا پیدا کرنا۔ اولیں مقصد تھا۔ اور اتحاد جملہ سلاسل درویشی (نقشبندیہ۔ قادریہ چشتیہ سہروردیہ) کا اتحاد اور رائے سب کا ایک ہی مقصود منزل ثابت کرنا تھا۔ اور صوفیائے کرام کے خلاف جو جو اعتراضات کئے جاتے اُن کا قرآن وحدیث اور بزرگان سلف کے ارشادات سے جواب دینا۔ اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم ہے کہ بموجب ارشاد سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ تو سے

اگر گیتی سراسر باد گیرد ⁂ چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد۔

اس چراغ نورانی سے انوار الصوفیہ گذشتہ $\frac{45}{46}$ سال سے برابر تمام اہل اسلام کی بالعموم اور وابستگان ہر چہار سلاسل نقشبندیہ۔ چشتیہ قادریہ۔ سہروردیہ خدمت سرانجام دیتا رہا۔ اور اب انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ ہر چہار سلاسل کے بزرگان کے سوانح پاک اور کلمات طیبات سے باقاعدہ سلسلہ وار اشاعت کے جاوینگے۔ اس ماہ میں سرکار بغداد پیران پیر رضی اللہ عنہ کے مکتوبات اور ان کا ترجمہ اور جناب حضرت عثمان ہارونی پیر طریقت جناب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہما کی زندگی کے ابتدائی حالات درج کئے جاتے ہیں۔ اور مشکل کشا بلا گرداں حضرت خواجہ خواجگان شہنشاہ بخاری رضی اللہ کے ارشادات بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ رسالہ انوار الصوفیہ میں ہر ماہ ہر چہار سلاسل کے بزرگان کے حالات زندگی اور ارشادات طیبات باقاعدہ درج کئے جائیں گے۔ کیونکہ ان بزرگان کے نورانی حالات سب کے یکساں اور ایک منزل مقصود کے حاصل کرنے والے ہیں۔

(محمد کرم الٰہی)

دیگر انوار الصوفیائے کرام رح

راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ تعالیٰ عنہ

دل ہے عالم کا تو خود سمجھا ہے کیا — عالی ہمت یاں سے بازی لے گیا
خلق سے حق نے تجھے ہی چن لیا — کل جہاں تیرے لئے پیدا کیا
اور تجھے اپنی محبت میں لیا — تاکہ خدمت میں رہے اسکی سدا
ماسوائے حق سے رشتہ توڑ لے! — خالقِ کل سے تعلّق جوڑ لے!
تو ہی تو ہو گا جہاں میں مختیار — ہر کوئی ہو تیرے قدموں پر نثار
جب ہوا مقبولِ حق بعدِ فناء — اور حاصل ہو گئی تجھکو فنا
اللہ اللہ کہتے اللہ ہو گیا — یعنی وہ باقی رہا تو کھو گیا
دست و پا تیرے ہوں یا سمع و بصر — قدرتِ حق سے ہوئے جب بہرہ ور
قدرتِ حق کا ہوا ان میں ظہور — وہ لگے کرنے جو ہے انساں سے دور
ہے حدیثِ پاک میں ایسا بیان — جس سے ظاہر ہے ولی اللہ کی شان

(عنبر کا)

یہ قول کسی بزرگ کا سچّا ہے — ڈالی سے جدا نہ ہو تو پھل کچّا ہے
چھوڑی نہیں جس نے حُبِّ دنیا دل سے — گو ریش سفید ہو مگر بچّا ہے



ایک دن آستانہ عالیہ میں حاضر ہوا اور سعادت قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ اس دن حضور طالبان حق اور مریدان باخلاص کی نسبت ارشادات فرمانے شروع کیے۔ ارشاد فرمایا معرفت اللہ جل شانہ کے حصول کے لیے بہت کم مردماں حاضر ہوتے ہیں۔ مگر دنیاوی اعتراض اور مقاصد کو دنیاوی تکالیف کو پیش نظر رکھ کر مرید ہونے کے لئے آتے ہیں۔ ایسے کم دیکھے گئے ہیں۔ جو محض اللہ تعالےٰ کی معرفت اور محبت کے حصول کے لئے حاضر ہوئے ہوں۔ اگرچہ اہل دنیا کی دنیاوی اغراض بھی مقیدان بارگاہ ایزدی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پورے ہو جاتے ہیں۔ ان کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اور [illegible] اللہ تعالےٰ اہل اللہ کے قدموں میں حاضری سے دور کر دیتا ہے۔ اور دراصل یہ ضمنی مقصد ہے۔ اصل مقصد تو حصول محبت الٰہی اور معرفت حق تھا۔ جس کے لئے نہ ہوا نے ارادت کی نہ عقیدت کی۔ اگر وہ معرفت الٰہی اور عشق و محبت خدا تعالےٰ کے حصول کے لئے حاضر خدمت مرید ہوتے تو اسی وقت [illegible] ارادت اور اخلاص کی وجہ سے اس کے سابقہ گناہاں نیکیوں میں تبدیل ہو کر اس قدر اس کو نیکیاں مل جاتیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی غفران کی چادر میں لپیٹ لیا جاتا۔ اور دنیا کے کام کاج از خود اس کے درست ہوتے جاتے کیونکہ اسلام کے لئے [illegible] انقیاد بنیاد تسلیم و رضا۔

تسلیم و رضا پیش کن شاد بزی

مرید اپنے آپ کو بکلی پیر کے حوالے کر دیتا ہے اور کیونکہ فرمایا سرکار مشکل کشا ہے۔ بتا گرد ال شہنشاہ بخاری رضی اللہ عنہ مرید کسے باشد کہ خواست خود را ماتحت خواست پیر سازد۔ جس مومن اور محبوب خدا بننے کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ وہ اتباع رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بلا چوں چرا بصدق دل و باخلاص و محبت کرے تو وہ محبوب خدا بن جاتا ہے۔ اسی طرح اور اسی اصول کے مطابق طریقت میں فرض ہے۔ کہ مرید اپنے آپ کو بکلی پیر کے سپرد کر دے۔ اور ان کے حکم سے سرمو تخالف یا تجاوز نہ کرے۔ تو وہ مرید مومن اور محبوب خدا بن جائے گا۔ تو

چون تو ذات پیر را کردی قبول
ہم در و آمد خدا ہم رسول

ترجمہ:۔ جب تم نے پیر طریقت کے دست حق پرست (ید اللہ فوق ایدیہم) پر توبہ کر کے ان کو اپنا رہبر طریقت تسلیم و قبول کر لیا۔ تو یہ جان لو کہ اس پر یقین رکھ کر اسی پیر طریقت کی اتباع اور محبت میں خدا رسول کی اتباع اور محبت عطا ہو جائے گی۔ پیر روشن ضمیر اپنی توجہ انعکاسی سے اور اپنی مہربانی سے تم کو اگر چاہے تو ایک دم بھر میں نورانی بنا سکتا ہے۔ اس کی نورانی نگاہ خدائی نور سے روشن ہے۔ اور اسی خدا کے نور سے وہ مرید کے آغاز اور انجام کو دیکھتا ہے۔ اور دیکھ سکتا ہے۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مومن از ینظر بنور اللہ بدے
از خطا و سہو ایمن گر آمدے

مومن اگر خدا کے نور سے کسی چیز کو دیکھے تو وہ بھول چوک سے

بے خوف ہے۔

آنچہ تو در آئینہ بینی عیاں !

پیر اندر خشت بیند پیش ازاں

جو کچھ تو بیٹھیں ظاہر دیکھتا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ اینٹ میں پیر دیکھتا ہے۔

لوح محفوظ است اورا پیشوا

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اس کے پیش نظر لوح محفوظ ہے۔ اس کے وہ خطا سے محفوظ ہے دوسری جگہ مشکل کشا بلاگردان حضرت شہنشاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ المرید لا یرید مرید وہ ہو جاتا ہے۔ جس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو۔ پیر کے ارادہ کے ماتحت زندگی بسر کرتا ہے اور فاتبعونی کی صفت سے مزین ہو۔ پیر طریقت۔ محبوب خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل ارادت مرید کے دل کو ہر وقت دیکھتے ہیں۔ اور اس کی ہر حال میں اعانت اور امداد کرتے ہیں۔ وہ اہل وفا اور ہر وقت وفا ہی وفا کرتے ہیں۔

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم !!

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

تو فرمایا کہ سب سے مقدم یہ ہے۔ اوّل مرید بننے کی یہ سعی کرے۔ تاکہ پیر طریقت کے دل میں کسی کونہ میں اس کے اخلاص و عقیدت کے طفیل کوئی جگہ بن جائے۔ حضرت مشکل کشا بلاگردان شہنشاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

خود را بشکن کہ بت شکستن این است

وز خود بگسل ز قید رستن این است

در گوشۂ خاطر عزیزان جا کن !

در مذہب ما گوشہ نشستن این است

اپنی دلی خواہشات کو توڑ دو۔ اصل بت شکنی یہی ہے۔ اور اپنے خیالات اور نفسانی خواہشات کو چھوڑ دو۔ فی الحقیقت قید سے رہائی ہے۔ اور مقبولان بارگاہ الٰہی کی دل کے کسی کونہ اپنے جا بنا لو۔ کیونکہ ہمارے مذہب گوشہ نشینی یہی ہے۔

جب تم کسی صاحب دل۔ صاحب نظر مقبول بارگاہ ربانی پیش ہو کر یا تو تم اپنے آپ کو اس قابل بنا لو کہ وہ مقبول ربانی تم کو قبو کر کے نورانیت کی خلعت سے سرفراز کر دے۔ یا وہ محبوب بارگاہ اپنی مقبول ربانی اپنے نظر کرم سے تم کو ایسا بنا دے کہ تم میں وہ تمام تمام قابلیتیں پیدا اور مرکوز ہو جائیں۔ کیونکہ مقبول کے ایک نظر الت سے تمام منازل فوراً طے کر کے منزل مقصود پر فائز المرام ہو جاتا

منزل عشق لبسے دور دراز است ولے

طے شود جادہ صد سالہ بہ آہے گاہے

یک زمانہ صحبت دل سوختہ۔ تجھ کو کر دے مثل گل افروختہ کی خدمت میں حاضری سے نہ قبولیت ہی حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ محبوبیت بھی عطا ہو جاتی ہے۔

محفل رندان میں آشنا مل رندان ہو جا !!

خاک بن ان کے قدم کی مقبل دوران ہو جا

وقت ہے وقت بہار در باز در بیا !!

تو بہ کن سر بسجدہ ہو مسلمان ہو جا

خلافت یا خلیفہ بننا بڑی سخت آزمائش ہے۔ یہ کوئی سہل نہیں نہ بچوں کا کھیل ہے۔ یہ تو جان و مال قربان کرنے اور دینے سے حاصل ہوتی ہے۔

کمترین چیزے درین راہ سر بود

جب تک قبولیت پیر طریقت حاصل نہ ہو۔ مرید کو ان تمام

پاک صاف ہو کر عبور کرنا حاصل نہ ہو جائے پیر کی طرف سے خلافت عطا نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ سعادت خوش بختی حاصل کرنا اپنی بس کی بات نہیں ہے۔ یہ روز ازل کا عطیہ ہے۔ اور شان محبوبیت تو اتباع اور اطاعت پیر طریقت اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر میں تو یہ عرض کروں گا۔ یہ سب کچھ پیر طریقت کی کرم نوازی بندہ پروری پر ہی منحصر ہے۔ جو کچھ وہ چاہیں گے خدا اور خدا کا رسول علیہ السلام کی وہی منشا اور مشیت ہوگی۔ پیر طریقت کی مشیت کے مطابق ہی خدا کی مشیت ہو جاتی ہے۔

ماتشاءون الا ان یشاء اللہ

اب یہ معاملہ ایک مرید کو جو کل مرید ہوا۔ یا جس کی نسبت دوسرے پیر بھائیوں کو کوئی شکایت ہو۔ مگر ان سے اپنی کسی فعل مستحسن سے پیر کے دل میں قبولیت کی نیک فعل مقبول کے ماتحت اس پر نظر کرم اس کو خلافت عطا کر دے۔ تو دوسرے مریدوں کو کیوں گلہ ہونا چاہیئے۔ وہ حق کی داد بخشی ہے۔ اور خدا کی رحمت کے لئے کسی قابلیت کی شرط نہیں ہے۔ جس کو چاہے وہ اپنے کسی مقبول محبوب عارف کامل کی طفیل قبول کرے۔ اور اپنے انعامات سے نوازے۔

داد حق را قابلیت شرط نیست

کوئی یہ زاہد سے پوچھے کہ اس کا کیا بگڑتا ہے۔ جو بد عمل پر بھی رحمت وہ بے نیاز کرے۔

مریدان باصفا کو چاہیئے کہ وہ اس صاحب کو چاہیئے وہ مولانا الحاج حافظ محمد عبدالحمید خان ہوں۔ مولانا الحاج صاحبزادہ حافظ نور احمد ہوں۔ یا حاجی صاحب خوشی محمد ہوں۔ یا سید ولی محمد شاہ ہوں۔ یا کوئی اور اصحاب پیر سید شاہ صاحب۔ حاجی غلام سرور صاحب ہوں۔ جب ان کو سرکار علی پوری نے قبول فرما کر دستار بندی کر دی۔ مرید کا کوئی حق اعتراض سرکار علی پوری کے احکام پر نہیں ہونا چاہیئے۔ پیر کا مقبول رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبول رسول علیہ السلام کا مقبول خدا مقبول ہوتا ہے۔

پیر طریقت کے صفات میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

برتر از اندازۂ عرش کرسی وخلا : ساکنان مقعد صدق وصفا
اولیا را ہست قدرت از اللہ : تیر جستہ باز گرداند زراہ!
سائران در آسماں ہائے دگر : غیر این ہفت آسمان مشتہر
راہ امتحاں در تاب انوار خدا : نے بہم پیوستہ نا از ہم جدا
بزرگان خاص علام الغیوب : در جہان جان جواسیس القلوب
در درون دل در آید چون خیال : پیش او مکشوف باشد سر حال
چشم شان را ہم ز نور اسرشتہ اند : تا از روح و از ملک بگذشتہ اند
ای لقائے تو جواب ہر سوال : مشکل از تو حل شود بے قیل وقال
ترجمانی ہرچہ ما را در دل است : دستگیرے ہر کہ پایش در گل است
ذلت او بہ ز طاعت نزد حق : پیش کفرش جملہ ایمانہائے خلق
صورتش بر خاک جان بر لامکان : لامکانی فوق وہم سالکان!
بل مکان ول مکان در حکم وی : ہمچو در حکم بہشتی چار جو
بس حال از حال ایشان حال شد : نحس آنجا رفت نیکو فال شد

ترجمہ:۔ (۱) صدق وصفائی جگہ پر بیٹھنے والے کرسی عرش اور خدا کے بہت بلند درجہ والے ہیں۔ (۲) اولیاء اللہ کو خدا کی مہربانی سے یہ طاقت حاصل ہے۔ کہ قضا کے تیر کو واپس کرائے۔ (۳) وہ ان سات شہر آسمانوں سے کسی اور آسمان میں سیر کرنے والے ہیں۔ (۴) انوار خدا کی روشنی میں بخشتہ کار نہ اس سے بالکل ملے نہ ہی اس سے جدا (۵) خداوند کریم خاص بندے اور جان دل کے جہان میں قلوب کے جاسوس



خواب غفلت سے کرو ہوش اے جوان
کہتا ہوں جو کچھ رکھو تم اس پہ کان
راستہ دنیا کا بس تاریک ہے
الحذر! اس سے بہت باریک ہے
ہے یہ دنیا راہ دیں کا اک مقام
قافلوں کا راستہ ہے لا کلام!
مثل بازار ایک پُر رونق مکاں
جس میں ہے سو طرح کا فتنہ نہاں
تاکہ اپنا زاد راہ حاصل کرے
نہ کہ اپنے آپ کو غافل کرے
جو مسافر دل لگائے راہ پر
فائدہ اس کو نہیں کچھ جز خطر
حق نے بھیجا دار فانی میں تجھے
تاکہ تو اپنا کمال حاصل کرے
چاہئے تجھ کو کہ اندر ملک خاک
دل نگاہ رکھے نہ ہو جائے ہلاک

قدسیوں میں خود کو تو داخل کرے
اور پھر حاصل غذائے دل کرے
ہے غذائے دل شناسائی رب!
زہد و ورع و علم و اخلاق و ادب
قابو گر پائیں نہ تجھ پر مہلکات
ٹوٹ جائیں گے یہ بند ممکنات
دل عجائب پر نہ دنیا کے لگا!
کارواں سے تاکہ تو نہ ہو جدا
تیری منزل دور۔ راستہ بے نشاں
عمر تیری موت کی جانب رواں
راہ میں پیچھے ہے اور سستی اس قدر
دین سے غافل تو اور رہ پر خطر
خواب خرگوش اے جواں کب تک روا
ہوش میں آ۔ دیکھ اپنا ماجرا
جائے غفلت ہے نہ یہ دار فنا
ساز و سامان اپنا کر اے باصفا
زندگی فانی سے نہ تو دل لگا!!
فکر اپنی موت کا ہی کر سدا!

سوانح پاک کلمات طیبات خواجہ ابی النور عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ ابی النور خواجہ عثمان ہارونی۔ جناب خواجہ حضرت مولانا الحاج مرشد الکاملین رہنمائے سالکین قطب ربانی واقف اسرار سبحانی خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ ہر سیر شریعت و طریقت ہیں۔ فرید الدہر اور یگانہ روزگار ہیں ولی کامل اور مکمل نورانی اور نور بخش ہیں۔ گیارہ واسطوں سے آپ کا سلسلہ شریف جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالےٰ وجہہ میر مختتم ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ ہارون میں ہوئی۔ جو علاقہ خراسان میں ایک مشہور قصبہ نیشاپور ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدگان مقبول بندگان کو روز الست سے ہر قسم کی سعادت سے سرفراز کیا ہوا ہے۔ چنانچہ طیبات خواجہ صاحب نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور بہت جلد دیگر علوم متداولہ بھی حاصل کر لئے۔ اور آپ آٹھ پہر سے دن رات میں دو دفعہ قرآن پاک ختم کیا کرتے۔ ایک دن کو ایک بار رات کو آپ نے بڑی طویل عمر پائی۔ اور آپ نے ستر سال تک بہت سخت مجاہدے کئے۔ اور اسی عرصہ میں کبھی شکم سیر کھانا اور پانی اپنے نفس کو نہ دیا رات کو آپ بہت کم استراحت فرماتے تھے۔ اور تمام عمر کسی مال متاع و اسباب دنیوی کو ہاتھ نہ لگایا۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس درویش کے حال پر افسوس ہے جو شکم بھر کر کھاوے۔ رات کو سووے اور مال متاع کو ہاتھ لگاوے۔ کیونکہ دنیا مبغوضہ خدا ہے اور عاشقان الٰہی کو لازم ہیں ہے۔ کہ وہ مبغوضہ خدا سے محبت اور الفت رکھیں۔ آپ مجیب الدعوات تھے جو دعا فرماتے وہ قبول ہو جاتی۔ سماع میں آپ کو بے حد رقت طاری ہوتی۔ اور گریہ ہوتا۔ اور اہل مجلس آپ کے اضطراب اور گریہ کو دیکھ کر چیخنا اور چلانا شروع کر دیتے تھے۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ اور پانچ روز کے بعد روزہ افطار کرتے اور اس حالت میں جس پر نظر کرم ڈالتے اس کو طرفۃ العین میں مدارج علیا پر پہنچا دیتے۔ کشف و کرامت میں آپ کی ذات نمونہ قدرت الٰہی تھی۔ بے انداز خوارق عادت آپ سے سرزد ہوئے۔

خواجہ صاحب کی حاضری بدربار خواجہ محمد شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ منقول ہے کہ جب خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بخدمت حضرت مولانا الحاج خواجہ محمد شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ تو حاضر ہوتے ہی خواجہ صاحب سے نظر کیمیا اثر سے اس قدر مرعوب ہوئے کہ ان کے قدموں میں گر پڑے۔ اور بمنت و الحاح عرض کی کہ بندہ کی التجا ہے۔ کہ غلام کو اپنے رشتہ غلاموں میں منسلک فرماویں۔ حضرت حاجی صاحب نے بے حد کرم نوازی کی اور چونکہ خواجہ صاحب کی طلب حقیقی ہے۔ کوئی تصنع یا بناوٹ نہ تھی۔ اس لئے حضور نے اسی وقت ان کو داخل سلسلہ فرما کر کلاہ چہار ترکی اپنے دست مبارک سے آپ کے سر مبارک پر رکھی۔ اور فرمایا۔ کہ اے عثمان جب کہ تم نے یہ کلاہ چہار ترکی سر پر رکھی ہے۔ لازم ہے کہ اس کا حق بجا لاؤ گے اور وہ چار باتیں ہیں۔ اوّل ترک دنیا اور اس کے اہل سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہیئے۔ دوم: ترک ہوا و حرص ضرور ہے۔

سوئم :- نفس کی خواہشات کے خلاف اپنی ذات پر لازم گردانو۔ چہارم :- راتوں کو ذکر الٰہی میں مشغول رہنا اور کم سونا چاہیئے۔ ہمارے پیران معظم نے فرمایا ہے۔ کہ کلاہ چہار ترکی وہ سر پر رکھے۔ جو اپنے آپ کو ماسوئی اللہ سے منقطع کرے۔ حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اس کلاہ کو اپنے سر مبارک پر رکھا۔ فقر و فاقہ اختیار کیا۔ بعد اس کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہنا۔ اور فقر و فاقہ کو اپنی ذات پر گردانا۔ اسی طرح سلسلہ مجھ تک پہنچا ہے۔ میری فقر فاقہ کا حال تم معائنہ کرتے ہو۔ میں بھی تم کو وصیت کرتا ہوں کہ عبادت الٰہی میں شب و روز مشغول رہو۔ اور فقر و فاقہ کو بہ متابعت اپنے پیران عظام کے لازمی گردانو۔ اور عام خلق سے بمدارات پیش کرو۔ جب مندرجہ بالا ارشادات حضرت مولٰنا الحاج خواجہ محمد شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ ہمہ تن گوش ہو کر بدل و جان ارشادات کو شوق تمام سنتے رہتے۔ اور بدل و جان قبول کیا۔ اور تین سال برابر خانقاہ شریف میں اقامت گزین رہ کر عبادات اور مجاہدات بے اندازہ کئے۔ جب جناب حاجی صاحب نے خواجہ صاحب کے اس قدر ریاضات اور مجاہدات ملاحظہ فرماتے۔ تو آپ کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا۔ اور اسم اعظم جو پیران چشت سے سلسلہ بہ سلسلہ آپ کو پہنچا تھا۔ آپ کو تلقین فرمایا۔ کہ فی الفور دروازہ علوم صوری و معنوی آپ کی ذات پر کشادہ ہو گئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاران طریقت اور ناظرین رسالہ کے استغفادہ اور استعادہ کے لئے آج ہم رسالہ انوار الصوفیہ۔ امام الاولیاء والعارفین سلطان الاصفیاء والسالکین مرشد الکاملین والاکملین۔ غوث الثقلین۔ غوث صمدانی۔ محبوب سبحانی۔ پیران پیر غوث الاعظم حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی۔ حسنی حسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ شعر۔ زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا۔ کہ میری نطق نے بوسے میری زبان کے لئے کے مکتوبات جو سالک راہ طریقت کے لئے خضر راہ کا کام دیتے ہیں پیش کرتے ہیں۔ اور آپ کی روح پر فتوح سے اُن کے تراحم کے لئے بوساطت اعلیٰ حضرت۔ عظیم البرکات۔ رفیع المنزلت امیر الملت مرشد نا و سید نا مولٰنا الحاج پیران پیر سرکار علی پوری رضی اللہ عنہ۔ استعانت اور دستگری کے طلب گار ہیں۔ (شعر) غوث الاعظم بمن بے سرو پا مددے ؛؛ قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مددے راہ گم کردہ بیا آبلہ منزل دور ؛؛ شاہ شاہاں مددے مرشد پاکاں مددے۔ مولٰنا الحاج سید فضل الحسن حضرت بوبانی

دستگری کا طلب گار ہوں شیئاً للہ ؛؛ میر لغداد میں لاچار ہوں شیئاً للہ

مکتوب اوّل

العزیز سینۂ طلب خود یکے در بوتہ والذین جاھدو فینا و بآتش و یحذرکم اللہ نفسہٗ بگداز و خالص کن تا شایان مہر لنہدینھم سبلنا گردد۔ و در بازار۔ اِن اللہ اشتریٰ من

ترجمہ

اے عزیز! اپنی طلب کے سینہ کو تھوڑی دیر کیلئے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا (جن لوگوں نے ہمارے راستے میں مشقتیں برداشت کیں) کی کٹھالی میں ڈالدے اور وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ (خدا تمہیں اپنے نفس سے

المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ آرزشی باشد وبدان
سرمایہ کہ بضاعت دین خالص الا للہ الدین الخالص حاصل
کنی - وشاید رمزے از اسرار والمخلصون علیٰ خطر
عظیم - بکشایند - واز لوامع انوار فمن شرح اللہ
صدرہٗ الاسلام فہو علیٰ نور من ربہٖ شعاعی
بر تو تابد - واز ندائے داعی ادعونی استجب لکم
باعثہ در دل تو پیدا آید - واز حضیض قل متاع
الدنیا قلیل پائے ہمت بیرون نہی و ازاوج
خیر لمن اتقیٰ عبور کنی - واز نسیم نحن
اقرب الیہ حبل الورید بوئے در مشام جان
تو رسید و شجرہ قلب انسان در اہتزاز آید - واز
باد خزان قل اللہ ثم ذرہم دہ بوستان تجرید
فلا تدع مع اللہ الہاً آخر بے برگ شوی و
ریاح فضل بباران الذین سبقت لہم منا
الحسنیٰ در وزیدن آید - وسحاب اللہ یجتبی
الیہ من یشاء - از تقاطر فضل باریدن گیرد - واز
اراضی ریاضی قلوب از نباتات وعلمناہ من
لدنا علماً سرسبز شود واشجار بساتین از اثمار
ان رحمت اللہ قریب من المحسنین بارور
گردد - وعیون در حول عیناً یشرب بہا المقربون
در وادی سرور در آید ومبشر اقبال ذالک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء - بشارت فیض و
ارساند الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ
التی کنتم توعدون ورضوان جنات نعیم رضی اللہ عنہ
ندا در دہد کلوا واشربوا ہنیئاً بما کنتم تعملون - والسلام

ڈراتا ہی) کی آگ سے پگھلا کر خالص کرے تاکہ وہ لنھدینھم سبلنا
(ہم انہیں ضرور اپنے رستے دکھائیں گے -) کی بو کے قابل ہو جائے
اور ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم و
اموالہم بان لہم الجنۃ (خدا نے مومنوں سے ان
کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں - کہ ان کے بدلے انہیں جنت
ملے گی) کے بازار میں اس کی کوئی قدر وقیمت ہو - اور اس سرمایہ
سے الا للہ الدین الخالص (آگاہ رہو کہ خالص فرمانبرداری
خدا ہی کے لئے ہے) کے دین خالص کی پونجی حاصل کرسکو - ہو
سکتا ہے کہ والمخلصون علیٰ خطر عظیم کے اسرار سے کوئی
رمز تجھ پر کھول دیں اور فمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام
فہو علیٰ نور من ربہٖ (مخلص لوگ بڑے خطرے پر ہوتے
ہیں - (کیا وہ شخص جس کا سینہ خدا نے اسلام کے لئے کھول
دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کی روشنی پر ہے -) کی چمکنے والی
روشنیوں سے کوئی شعاع تجھ پر چمکے اور ادعونی استجب
لکم (مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا) کی ندا کے داعی
سے تیرے دل میں کوئی خواہش اور ارادہ پیدا ہو اور قل متاع
الدنیا قلیل (کہہ دیجئے کہ دنیا کے فائدے بہت تھوڑے
ہیں) کی پستی سے ہمت کا پاؤں باہر رکھو - اور والآخرۃ خیر
لمن اتقیٰ (اور آخرت بہتر ہے اس شخص کیلئے جو خدا سے
ڈرا) کی بلندی سے عبور کر جاؤ - اور نحن اقرب الیہ
من حبل الورید (ہم اس سے اسکی شاہ رگ سے بھی زیادہ
قریب ہیں -) کی باد نسیم سے تمہاری جان کے دماغ میں خوشبو
پہنچے - اور دل کا درخت اس سے حرکت کرنے لگے - اور قل
اللہ ثم ذرہم (تم کو اللہ نے اتاری تھی پھر انہیں چھوڑ
دو) کی باد خزاں سے فلا تدع مع اللہ الٰہاً آخر (خدا

ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو) کے باغ تجرید میں بے برگ و بے سامان ہو جائے اور اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی (بلاشبہ جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی لکھی جا چکی ہے) کی فصل بہار کی ہوائیں چلنے لگیں اور اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (اللہ جس کو چاہے انتخاب کر کے اپنی طرف کھینچ بلاتا ہے۔) کا بادل فضل الٰہی کی چکی سے برسنا شروع ہو۔ اور دلوں کے باغات کی زمین وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (اور ہم نے اسے اپنی طرف سے ایک خاص علم سکھایا ہے) کی نباتات سے سرسبز ہوں۔ اور باغوں کے درخت اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ کے پھلوں سے بار ور ہو جائیں۔ اور وصول کی آنکھیں۔ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا الْمُقَرَّبُوْنَ (ایک چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے) کے سرچشمہ وادی سرور میں داخل ہوں۔ اور ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے) کے اقبال کا خوشخبری دینے والا فیض کی بشارت پہنچا دے۔ کہ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ (نہ تم اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو۔ اور تم جنت ملنے پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔) اور جنات نعیم کا داروغہ رضوان خدا اس سے راضی ہو یہ ندا دے۔ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (خوب کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ اپنے عملوں کے بدلے میں۔) وَالسَّلَامُ

بقیہ لطائف: یعنے فیض نظر یہاں ہے جام کوثر وہاں ہے۔ کیونکہ مقام ارشاد دنیا ہے۔ اور دار الجزا آخرت ہے یعنی ہر شے کا بدلہ وہاں ملیگا۔ اور جیسا یہاں کیا ہے وہاں پیش آئے گا۔ چنانچہ حوض کوثر پر مرغ بھی ہیں۔ جنکا دیکھنا باعث تنعم ہوگا۔ سو یہ بدلہ ہے اس کلمے کا جسکا اقرار کرتے ہیں ؎ ندانم آں گل خنداں چہ رنگ و بو دارد :: کہ مرغ ہر چمن گفتگوئے او دارد

اور جنت بدلہ ہے اعمال کا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔ یہاں جنت کو مہمانی فرمایا ہے۔ تو اس مہمانی سے مقصود کچھ اور ہے۔ یعنی دیدار پروردگار کا اور یہ بدلہ کسی عمل کا نہیں بلکہ محض فضل رحمٰن ہے۔ کہ اَلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ زمین کوثر مشک (کستوری) کی ہے۔ اور کنکر اس کے مرجان بد ہیں۔ تو جس نے فیض کوثر میں غواصی کی اور اس کی تہ کو پہنچا وہ مشک عرفان اس کے ہاتھ آئے گا۔ اور وہ گوہر بے بہا حکمت اس کی زبان سے جھڑیں گے۔

لطیفہ: حضرت زلیخا کو جو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام سے نسبت ہو گئی۔ اور کیفیت ان کی عاشقی کی مشہور ہوئی۔ تو بعض عورتوں نے ان پر اعتراض کیا۔ حضرت زلیخا نے ان کو اپنے مکان میں بلایا۔ اور ایک ایک کو چھری اور ترنج ہاتھ میں دیا۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کا جلوہ دکھایا۔ بے اختیار سب نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اور خبر نہ ہوئی۔ اسی طرح جب کیفیت محبت الٰہی کی سالک پر غالب ہوتی ہے۔ اور دیوانہ وار اس سے حرکات ہونے لگتے ہیں۔ تو اہل دنیا بہ سبب کور باطنی کے معترض ہوا کرتے ہیں۔ اور ملامت سے پیش آتے ہیں اگر پرسند سعد از عشق او حاصل چہ داری :: ملامت ہائے گوناگوں جراحت ہائے بے مرہم۔ اور جب وہ عاشق نار متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنے معشوق کی جھلک ان کو دکھلا دیتا ہے تو آخر کار وہ قائل ہو جاتے ہیں اور اعتراض سے باز آجاتے ہیں۔ تو ان عورتوں پر حضرت زلیخا کا جب عکس

تصوّف ضرورتِ شیخ ...... قسط بست و ہشتم

۲۳ - فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًى الخ پ ۱ ع ۴ - پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے، الخ
ھدًی کے معنے ہدایت یعنی کتاب بھی ہو سکتے ہیں اور ہادی بھی۔ اگر خالی ہدایت (   ) یعنی کتاب الٰہی مراد لی جائے۔ تو وہ بندوں کے پاس کیسے آئے۔ (پہنچے) ؟ سب پر نازل ہو۔ یا کسی ایک پر۔ سب کے دل میں ڈالی جائے یا کسی ایک کے دل میں ؟ سب پر یا سب کے دل میں ہدایت کا الہام کیا جانا بغیر کسی ہادی و مرسل کے وجود پاک کے صنعتِ الٰہی کے خلاف ہوتا ہے۔ کیونکہ جتنے صحیفے یا کتابیں خدا کی طرف سے بندوں کی طرف بھیجی گئیں۔ وہ ہر زمانہ میں خاص خاص نبی یا رسول پر ہی نازل ہوتی رہیں۔ اس لئے یہاں اگر ھُدًی سے ہادی ہی مراد لیا جائے۔ تو ہدایت کے دونوں مفہوم اس میں آجاتے ہیں۔ ہادی کے معنی ہدایت کرنے والا۔ سیدھی راہ (صراطِ مستقیم) پر چلانے والا۔ اور ان معنوں میں ہادی کا لفظ قرآن کریم میں کئی جگہ پر آیا ہے۔ اگر وہ براہِ راست و بلا واسطہ ہدایت خدا تعالےٰ سے حاصل کرے تو اس کو قرآنی اصطلاح میں نبی و رسول کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ (ہادی) بالواسطہ نبی و رسول کے خدائے تعالےٰ یہ ہدایت حاصل کرے تو ایسے ہادی کو خلیفہ رسول۔ ولی۔ مرشد۔ شیخ۔ استاد و پیر وغیرہ کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ہدایت کے انتہائی مراتب و مقامات حاصل کرلے۔ اور کامل مکمل مستند ہادی بن جائے۔ نبی یا رسول پر ایمان لانے والوں متبعین کو عام طور پر مسلمان اور مومن ہی کہا جاتا ہے۔ اور خلفائے رسول (اولیائے کرام و مشائخ عظام) کے متوسلین اور ہدایت حاصل کرنے کا ارادہ کرنے والوں کو اصطلاحِ صوفیہ میں مسترشد اور مرید کہا جاتا ہے۔ چونکہ حصول رشد و ہدایت کا طریق کار ایک ہی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ " اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِهٖ یعنی شیخ اور پیر و مرشد کو اپنے متوسلین اور مسترشدین (مریدین) میں ادب آداب۔ تعظیم و تعمیل ارشادات میں وہی مقام حاصل ہے جو نبی کو اپنی امت میں چنانچہ مولینا روم اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ۔ گفت پیغمبر که شیخِ رفته پیش ۔ چون نبی باشد میان قوم خویش ۔ کہ نبی وقت خویش است اے مرید: تا از نورِ نبی آید پدید۔ اے طالب ہدایت و سالک راہِ حق مرید شیخ وقت کا دامن تھام لے کہ وہ شیخ اپنے زمانہ میں گویا نبی ہے، کہ نبی علیہ السلام کا نور اس سے ظاہر ہوتا ہے سب سے پہلے خدا تعالیٰ سے بلا واسطہ ہدایت پاکر ہادی بننے والے حضرت ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔ جب ان کو حکم ہوا (قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ (قرآن) اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم فرشتوں کو سب نام بتادے) کہ فرشتوں کو اپنے حاصل کردہ علوم لدُنّی کی تعلیم کرو۔ اور آدم علیہ السلام نے ان کو تعلیم فرمادی (فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ (القرآن) جب آدم علیہ السلام نے انہیں سب نام بتلا دیئے) تو فرشتوں کو حکم ہوا کہ (اپنے پیر و مرشد یا استاد) آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ تو سوا ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ (وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ پ ۱،

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو عالمِ روحانی و جسمانی کا مجموعہ بنایا۔ اور ملائکہ کے لئے حصولِ کمالات کا وسیلہ کیا۔ تو انہیں حکم فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں کیونکہ اپنے محسن کی شکر گزاری اور اپنے معلم و استاد (پیر و مرشد) کی فضیلت اور تعظیم پائی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ رشد و ہدایت تا ہمارے حضور۔ لامع النور۔ شافع یوم النشور امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین سیدنا و مولانا حبیب کبریا۔ حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچا۔ چونکہ حق سبحانہ و تعالےٰ نے منصبِ نبوت آپ پر ختم فرما دیا آپ کو آخری نبی قرار دیا۔ اسی لیئے یہ رشد و ہدایت کا محکمہ اپنے خلفاء (اولیائے اُمت) کو سپرد فرما دیا۔ اور اس نعمتِ عظمےٰ کو اس طرح سے عام کر دیا۔ نبی اپنے وقت میں ایک ہوتا تھا۔ جو سرچشمہ ہدایت سمجھا جاتا تھا۔ اب آپ نے اپنے خلفاء کی تعداد بکثرت فرماتے ہوئے ان ہدایت کے سرچشموں کے ذریعہ وہ فیض عام فرما دیا۔ یہ فضیلت محض آپ کی اُمت کو نصیب ہوئی۔ جس امت نے آپ کے صدقے میں خیر اُمت کا شرف خطاب پا لیا۔ کُنْتُمْ

خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الخ پ ۴۔ تم سب اُمتوں سے بہتر اُمت ہو۔

کہ ایک ہی وقت میں سینکڑوں ہادی اولیائے کرام و صوفیائے عظام کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعے فیضان الٰہی حاصل کر کے مختلف اقطاع ملک میں مخلوقِ خدا کو مستفیض فرما رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک قائم رہیگا۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ عقیدت صحیحہ کے ساتھ ان کی خدمت میں جائیں اور منشائے الٰہی کو پورا کریں یعنی ان کی صحبت و معیت میں رہ کر معرفتِ الٰہی حاصل کریں۔

۱۴ - فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا پ ۱ ع ۷ (جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کیلئے پانی مانگا) تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو (انہوں نے ایسا ہی کیا) فوراً بارہ چشمے اس میں سے بہ نکلے" (قرآن الفرقان) یاد رہے کہ یہاں بارہ کا عدد حصر یا حد بندی کے لئے نہیں کہ اس سے زیادہ جاری نہیں ہو سکتے تھے۔ بلکہ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں بارہ ہی قبیلے تھے۔ اس لئے ان کی اس تعداد کے لحاظ سے ان کے حسب ضرورت بارہ پر ہی اکتفا کیا گیا۔ ورنہ معجزات میں جو اللہ تعالےٰ کی قدرتِ کاملہ کا مظہر ہوتے ہیں۔ بارہ یا بارہ سو میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ آیت پاک سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قادرِ مطلق کے حکم سے بارہ چشمے بہ نکلے۔ اگر وہ زیادہ چاہتا تو ایسی ایک ضرب سے زیادہ بھی بہ نکلتے۔ فافہم۔

پانی ایک ظاہری و مادی نعمتِ الٰہی ہے۔ جس کے حصول کیلئے طالب (پانی مانگنے والے) کو پتھر پر لکڑی کی لاٹھی (اور ضرب) سے ضرب مارنے کا حکم ہوا۔ تو اس پتھر سے حسبِ بیانِ قرآن بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ اور قوم آسودہ ہو گئی۔ وجہ استدلال یہ ہے پتھروں یعنی پہاڑوں سے پانی نکلا ہی کرتا ہے۔ چشمے بہا ہی کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا قرآن کریم وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ اور پتھروں میں تو کچھ

ہیں۔ جن سے ندیاں بہ نکلتی ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں۔ تو ان سے پانی نکلتا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا آیت کریمہ میں الحجر سے ایک خاص پتھر مراد ہے۔ جو بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آدمی کے سر کی مثل مربع تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے اپنے توبرہ میں ڈالے لئے پھرتے تھے۔ (بغل میں دبائے) حسب ضرورت کام میں لاتے تھے۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ جو حق تعالیٰ نے پتھر پر لاٹھی مار کر بارہ چشمے جاری فرما کر ظاہر فرمایا۔ یہ مادی دنیا کا معجزانہ مادی مظاہرہ تھا۔ بعض سخت دلوں کو پتھر سے مشابہت دی گئی ہے۔ جب کہ فرمایا۔ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ۔ پ ۱ ع ۹۔ "پھر سخت ہو گئے تمہارے دل اسکے بعد کہ گویا وہ سختی میں پتھر ہیں"۔ جو قادر مطلق خالق کائنات (خدا) پتھر پر لکڑی کی ضرب لگانے سے بغیر پتھر کے ٹوٹنے کے بارہ چشمے طالب آب (پانی) کے ہاتھ سے جاری فرما سکتا ہے۔ کیا وہی قادرِ مطلق دل پر ذکر اللہ کی ضرب طالب عرفانِ الٰہی سے لگوا کر اس سے کہیں زیادہ فیض کے دریا نہیں بہا سکتا؟ یقیناً بہا سکتا ہے۔ اس فیضانِ الٰہی سے کون بے خبر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے قلب مبارک (معدن عرفانِ الٰہی) سے ایک عالم کو پہنچا اور قیامت تک پہنچتا رہے گا۔ وہ فیضانِ الٰہی۔ قلب پاک پر اسی ذکر اللہ کی ضربوں کا نتیجہ ہے۔ جس کا اشارہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ (المزمل) اور وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ پ ۹ ع ۱۴ میں فرمایا گیا ہے۔ دل سے ذکر اللہ کرنے یا ذکر اللہ کی ضرب دل پر لگانے کا ذکر آیت کریمہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ پ ۱۳ ع ۱۰ (وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل کی یاد (ذکر) سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد (ذکر) ہی میں دلوں کا چین ہے۔) میں اشارہ موجود ہے۔ عوام کی سمجھ میں یہ راز آنا ذرا مشکل ہے۔ خصوصاً جب بے خبری کے ساتھ حسن عقیدت بھی مفقود ہو۔ اہل ذکر حضرات بخوبی جانتے ہیں۔ کہ ذکر لسانی سے ذکر قلبی۔ بہتر نتیجہ خیز ہے۔ ذکر لسانی سے مراد زبان سے ذکر کرنا ہے۔ ذکر آہستہ آواز سے ہو جیسا کہ فرمایا حق تعالےٰ نے وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ پ ۹ ع ۱۴ (اور بے آواز نکلے زبان سے) یا بلند آواز سے۔ اور ذکر قلبی سے مراد دل کی طرف دھیان رکھکر دل میں یعنی جی میں خیال سے ذکر کرنے کے ہیں۔ یعنی دل میں عظمت و جلالِ الٰہی کا موجود پانا، جیسا کہ فرمایا حق تعالےٰ نے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً پ ۹ ع ۱۴۔ اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے"۔ ذکر اللہ کی دل پر ضرب مارنے سے مراد یہ ہے کہ ذکر اللہ دل کی طرف نگاہ رکھکر کیا جائے۔ بلند آواز سے (لسانی) ہو جیسے ذکر جہر (جہری ذکر) کہا جاتا ہے۔ یا آہستہ دل میں ہو جسے ذکر خفی (قلبی ذکر) کہا جاتا ہے۔ ذکر جہر عام طور پر مبتدیوں کا ذکر ہے۔ جیسا کہ چھوٹے بچوں کو اپنا سبق زور زور سے دہرانے کو کہا جاتا ہے۔ تا کہ جلدی یاد ہو جائے۔ جب ذکر اللہ جہر سے کرتے کرتے ذکر دل کا ملکہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر عموماً ذکر جہر کی ضرورت نہیں رہتی پھر ذکر خفی (ذکر قلبی) پر ہی نگاہ رہتی۔ جس کو حضرت خواجگان نقشبندیہ اکثر ہم اللہ تعالےٰ "نگہداشت"، کی اصطلاح سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اور جب اس کے آگے اور ترقی ہوتی ہے۔ حضورِ دوام حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اُسے وہ حضرات "یادداشت"، سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اس مقام پر غفلت سے قطعاً بجاب حاصل ہو جاتی ہے۔ اور ہر عبادت میں خلوص اور حضور

قلب بصیر ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح ہر عبادت شرفِ قبولیتِ حق پا لیتی ہے۔ نفسِ مطمئنہ ہو کر مستحق جنت ہو جاتا ہے۔ یہی وہ طریقۂ ذکر اسم رب (ذکر اللہ) ہے جو اولیائے عظام و صوفیائے کرام نے نسل بعد نسل بذریعہ مشائخ کرام و مرشدان عظام وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ کے مقدس و برگزیدہ مخاطب حبیب کبریا۔ امام الانبیاء۔ سرتاج الاولیاء والاصفیاء حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے روحانی و باطنی طور پر حاصل کیا ہے۔ چنانچہ اپنے وقت کے امام و مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب قول الجمیل میں جو عربی میں لکھی ہے۔ اور اس کا اردو ترجمہ بھی شفاء العلیل کے نام سے ملتا ہے۔ چار بزرگ ترین سلاسل صوفیائے کرام (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ) کی اسناد بطریقہ محدثین آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ وسلم تک پہنچائی ہیں۔ یہی لوگ وہ نواب و خلفائے رسول صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں۔ جن کی طرف رشد و ہدایت کے لئے آپ نے اپنی امت کو متوجہ فرمایا ہے۔ (البخاری)

کیا مشابہت یا مناسبت ہے۔ ضرب بعصاک الحجر اور (ضرب) ذکر اسم ربک (علی القلب) کے درمیان یہ تو جاننے والے یا اس کے کرنے والے ہی جانتے ہیں۔ لیکن اتنا تو صاف ظاہر ہے۔ کہ پتھر سے چشموں کو جاری عصائے موسیٰ یا ہدایتِ موسیٰ ہی باذن اللہ کر سکتا تھا۔ اور وہ فیض اگرچہ مادی تھا تاہم آپ کی (حضرت موسیٰ علیہ السلام) زندگی تک محدود تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جو رشد و ہدایت اور معرفتِ الٰہی کا بحرِ ذخار بذریعہ ذکر اسم رب قلب اقدس سے باذن اللہ تعالےٰ ابد الآباد جاری فرمایا۔ قیامت تک لوگ اس سے سیراب و فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ اور اہل اللہ (مشائخ عظام) ہر زمانہ میں اسکے چشمے بنے رہیں گے۔ اور طالبانِ مولا کی پیاس بجھاتے رہیں گے۔ آمین و الحمد للہ علی

۲۵:۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ۔ الخ پ ۶ ع ۹ تو اللہ نے ایک کوا بھیجا زمین کریدتا تاکہ اسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی لاش چھپائے۔ بولا ہائے خرابی میں اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپاتا۔ تو پچھتاتا رہ گیا۔" مروی ہے کہ دو کوے آپس میں لڑے ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا۔ پھر زندہ کوے نے اپنی منقار (چونچ) اور پنجوں سے زمین کرید کر گڑھا کیا۔ اس میں مرے ہوئے کوے کو ڈال کر مٹی سے دبا دیا۔ یہ دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو دفن کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے زمین کھود کر دفن کر دیا۔ (خزائن العرفان) از جلالین

اللہ تعالےٰ نے ایک کوے سے یہ کام لیا کہ اس نے ایک بنی زادہ (قابیل) کو جو مردہ کو دفن کرنے کے علم و فن سے ناواقف و بے خبر تھا۔ اپنے علم و عمل سے اسے مردے دفن کرنے کا فن سکھایا۔ وہ (اللہ تعالےٰ) چاہتا تو قابیل کو براہِ راست کرنا سکھا دیتا جس طرح کوے کو سکھلا دیا تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ایسا نہ کیا۔ ایک کوے کو اس کا رہنما بنایا۔ جیسا کہ آیت کے لفظ "لِيُرِيَهٗ" سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور سنت اللہ بھی اسی طرح جاری ہے۔ کہ بعض کو بعض کا ہادی (راہ دکھلانے والا) اور بعض کو بعض کا مضل (گمراہ کرنے والا) بنایا ہے۔ حالانکہ خود (اللہ تعالےٰ) سب کچھ کر سکتا اور کرتا ہے۔ لیکن اپنے بندوں کی تسہیل (آسان کرنے) اور تفہیم (سمجھانے) کے لئے اسباب و علل کو اختیار فرمایا ہے۔ یعنی اپنی قدرت کو اسباب

تحت چھپا دیا ہے۔ اور اس طرح ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ اسنادِ مجازی کا مسئلہ (کسی کام کے کرنے کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا) صحیح و درست اور شرک سے بالکل پاک وصاف ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے دو فرشتوں کو ہی کوؤں کی شکل میں بھیجا ہو۔ اور کوؤں کی شکل وشباہت میں ہونے کے سبب سے ہی اللہ تعالےٰ نے لفظ غراب (کوا) آیت کریمہ میں استعمال فرمایا ہو: تاکہ قابیل کو اپنی بے عقلی۔ کم عقلی۔ کم فہمی اور جہالت پر زیادہ سے زیادہ ندامت حاصل ہو۔ کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر ایک کالے کلوٹے حقیر پرندے کی رہنمائی کا محتاج ہوا۔ یہ تمثیل محال نہیں۔ قرآن کریم میں اسکی نظیر موجود ہے۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۵ پ ۱۶ ع ۵۔ ہم نے اپنا روحانی (جبرائیل علیہ السلام) اسکی (مریم کی) طرف بھیجا۔ وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس آیت شریفہ میں جہاں ہادی ورہبر اور پیر ومرشد کی طرف رجوع کرنے کی احتیاج کا لطیف اشارہ ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ہادی ورہبر۔ شیخ واستاد۔ پیر ومرشد خواہ سید۔ شیخ۔ مغل۔ پٹھان ہو۔ خواہ لوہار۔ ترکھان۔ جولاہ۔ ورنگریز ہو۔ اگر کسی کامل مکمل شیخ کا صحبت یافتہ اور اجازت یافتہ (خلیفہ مجاز) ہو اور صحیح معنوں میں متبع سنت ہو۔ ظاہر شریعت سے اور باطن طریقت سے آراستہ وپیراستہ اور دل نورِ معرفت سے منور ہو۔ تو اسکی صحبت ومعیت تو اکسیر اعظم اور نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر اپنے تئیں اس کے حوالے کر دینا چاہیئے۔ کیا خوب فرمایا ہے۔ مولانا روم نے ؎ چوں گزیدی پیر ہیں تسلیم شو ٭ ہمچو موسیٰ زیرِ حکم خضر رو۔ جب تمہیں ایسا کامل مکمل پیر مل گیا اور تم نے اختیار کر لیا۔ تو اب کلی طور پر اس کے تابع فرمان ہو جاؤ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجود ایک عظیم بالشان اور بڑے اولوالعزم پیغمبر ہو کر بھی حصولِ علمِ اسرار کے لئے حضرت خضر علیہ السلام جن کی نبوت بھی علماء میں مختلف فیہ ہے کے حکم وہدایت کے ماتحت چلتے رہے۔ یہ قصہ قرآن کریم وبخاری شریف میں مفصل مذکور ہے۔ شائقین وہاں سے تسلی فرما سکتے ہیں۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ .... (راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ تعالےٰ عنہٗ)

بقیہ پیر بھائی کا خط

جو خیال تمہارے دل میں آئے۔ اس حال کا بھید اس کے بالکل عیاں ہوتا ہے۔ ۷۔ ان کی آنکھوں کی سرشت نور سے لی گئی ہے۔ اس وجہ سے روحوں اور فرشتوں سے اوپر گذر گئے ہیں۔ ۸۔ اے مقبول بارگاہِ ربانی پیر طریقت اس چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی ہر سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ اور بغیر عرض کرنے کے مشکل حل ہو جاتی ہے۔ ۹ جو بات میرے دل میں ہو اسکی حضور ترجمانی کر دیتے ہیں۔ کیچڑ میں پھنسے ہوئے کی دستگیری کرتے ہیں۔ ۱۰۔ خدا کے نزدیک انکی ذلت طاعت سے بہت بہتر ہے۔ ان کے کفر کا مقابلہ عام خلق کا ایمان سے برابر ہیں۔ ۱۱۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اسکو ہر دم خاص معراج حاصل ہے۔ اور اسکے تاج پر صدہا تاج عطا ہوتے ہیں۔ ۱۲۔ اسکی شکل وصورت جسم تو زمین پر مگر جان لامکان پہ وہ ایسا لامکان ہے جو ساکول وہم سے اوپر ہے۔ جس طرح مرشد کے حکم کے ماتحت انبار کے سمیت۔ اب جگہ پیر طریقت کی قبولیت اور عطا اکرام کا یہاں تک اختیار ہو۔ اور وہ اپنے فیض کرم سے اپنی نگاہِ لطف کی کسی کو خلعتِ نور است سے۔ نوازے تو میرا یا کسی اور کا اعتراض کرنا فضول۔ کیونکہ وہ اعتراض عطا کنندہ پر ہو اور میں یہ کہنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خلافت کی عزت رکھنا عطا کنندہ کے انعام کی قدر اور عزت ہو گی

حضور علیہ السلام کے دوستوں کا ذکر

از مولینا مولوی غلام رسول گوہر صدر مدرس

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ایک دیہاتی آدمی تھا۔ زاہر۔ اگرچہ وہ بڑا غریب تھا۔ لیکن جب بھی وہ مدینہ منورہ میں کسی کام کے واسطے آتا تو محبت اور شوق سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سوغات کے طور پر ضرور کوئی چیز لاتا اور آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ اور جب آپ سے رخصت ہونے لگتا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسے کوئی عمدہ سی چیز بطور تحفہ عطا کرتے۔ اور فرماتے کہ یہ میرا دیہاتی دوست ہے۔ اور میں اس کا شہری دوست ہوں ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے تھے۔ اور وہ بازار میں دوسری طرف منہ کئے ہوئے اپنی کسی چیز کے فروخت کرنے میں مصروف تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے قریب آئے تو اس کی بغلوں کے نیچے سے ہاتھ نکال کر اس کی آنکھوں پر رکھ دیئے۔ اُس نے یہ معلوم کرکے کہ ایسے خوشبودار اور ریشم سے زیادہ نرم ہاتھ سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے نہیں ہیں اس نے اپنے جسم کو آپ کے جسم اطہر سے رگڑنا شروع کیا۔ آپ نے پوچھا میرے دوست تو ایسا کیوں کرتا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں اپنے جسم پر دوزخ کی آگ کو حرام کر رہا ہوں۔ آپ اس سے یہ فقرہ محبت بھرا سنکر اتنے خوش ہوئے کہ آپ نے باواز بلند فرمایا۔ کوئی ہے۔ جو اس غلام کو خریدے۔ اس نے عرض کی۔ میرے آقا میں ایک دیہاتی آدمی ہوں۔ شکل و صورت بھی ایسی نہیں ہے۔ مجھے کون خریدے گا۔ آپ نے فرمایا رب العالمین۔ تیرے واسطے جنت واجب ہوگئی

ایک یہودی دوست

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک یہودی لڑکا آکر بیٹھا کرتا تھا۔ اور شوق محبت سے ٹکٹکی باندھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا رہتا۔ اور آپ کی باتیں سنتا رہتا۔ اور جب مجلس برخواست ہوتی تو چپکے سے اُٹھکر گھر چلا جاتا۔ اور کوئی بات نہ کرتا۔ سچ ہے۔

محبت جن کی صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں ؛ زباں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں۔

ایک دن وہ حسب معمول مجلس میں حاضر نہ ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا آج وہ لڑکا کیوں نہیں آیا۔ عرض کی گئی۔ وہ بیمار ہے۔ آپ اپنے چند اصحاب کے ہمراہ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا وہ اپنی زندگی کے آخری مراحل طے کر رہا ہے۔ آپ محبت کے ساتھ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور اس کو فرمانے لگے۔ اگر تو ایک دفعہ اس وقت کلمہ شہادت پڑھے۔ تو تو قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ لڑکے نے اپنے ماں باپ کو دیکھا کہ کہ اگر وہ اس وقت کلمہ شہادت پڑھے تو کہیں وہ ناراض تو نہیں ہو جائیں گے۔ لڑکے کے ماں باپ نے لڑکے کی مرضی کو پاکر اس کو کہا۔ بیٹا! ابو القاسم کا حکم مان ہم راضی ہیں۔ لڑکے نے جونہی ماں باپ سے اجازت پائی فوراً کلمہ شہادت پڑھا۔ اور فوت ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کو فرمایا۔ اپنے بھائی کو غسل دو۔ جب اس کو غسل دے چکے اور کفن پہنایا گیا۔ تو اُس کا جنازہ لے کر چلے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازہ کے پیچھے اپنے پنجوں کے بل ایڑیاں اٹھا کر چل رہے تھے۔ جب اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا۔ میرے دوست کے جنازہ پر آسمان کے ملائکہ اس کثرت سے نازل ہوئے ہیں۔ کہ مجھے زمین پر پاؤں رکھنے کے واسطے جگہ نہیں ملتی۔

لطائف

اللہ نور السمٰوٰت والارض اللہ روشنی ہے ۔ آسمانوں کی اور زمین کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں ۔ اور خلق آپ کے نور سے پیدا ہوئی ہے ۔ تو اس بیان سے معنے اس آیت کے کھل گئے ۔ کہ مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانّھا کوکب دریٌّ یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیٓءُ ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء ۔ مثال اس کے نور کی یعنی آنحضرتؐ کی مانند طاق کی ہے ۔ مراد سینہ گنجینہ مبارک آپکا ہے ۔ کہ طاق محراب عبودیت طالبان خدا تعالےٰ ہے ۔ اس میں ایک چراغ ہے ۔ یعنی قلب مبارک آپ کا وہ چراغ ایک شیشہ میں رکھا ہے ۔ اس سے مراد مصنفہ ہے ۔ جس میں لطیفہ قلب ہے ۔ وہ شیشہ جیسے ایک تارا ہے چمکتا ۔ روشن کیا جاتا ہے ۔ وہ چراغ درخت مبارک زیتون سے یعنی اپنے اصل سے ۔

ماتماشا کنان کوتہ دست ؂ تو درخت بلند و بالائے ۔ نہ طرف مشرق کی ہے ۔ اور نہ مغرب کی یعنے لامکان ہے ۔ نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جائے اور اگرچہ نہ لگے اس کو آگ یعنے وہ محتاج آلات نہیں ۔ بلکہ وہ محتاج خود الیہ ہے ۔ کہ قیام تمام عالم کا اس سے ہے ۔ روشنی ہے ۔ روشنی پر راہ دکھاتا ہے ۔ اللہ طرف اپنی روشنی کے جسکو چاہے ۔ ویضرب اللہ الامثال للناس اور بتاتا ہے ۔ اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے ۔

سبحان اللہ العظیم پردۂ مثال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور عجیب کنایہ ہے کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح اور حقیقت میں معشوق کا نام بطور کنایہ لینے میں عجیب لطافت ہے ۔ کہ بیان سے باہر ہے ۔ واللہ بکل شیءٍ علیم بالجملہ اس نور نبوت کی طرف اللہ تعالےٰ نے اپنے بندگان خاص کو ہدایت کی کہ وہ اس سے مستفیض و منور ہوں اور خیر القرون سے الی الآن وہ نور سینہ پیران طریقت میں آیا ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ اطراف عالم میں ان کا نام روشن ہے ۔

لطیفہ :- انا اعطینٰک الکوثر ۔ کوثر یعنے خیر کثیر حوض ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ کہ روز قیامت کو وہاں تشریف لیجاوینگے اور امت مرحومہ کو وہ آب خوشگوار کہ شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سپید ہے ۔ پلائیں گے ۔ اور حسب الارشاد آپ کے ساقی کوثر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہونگے ۔

واضح ہو کہ جو اس عالم میں معانی ہیں ۔ آخرت میں مجسم ہو کر آئیں گے ۔ چنانچہ نماز ، روزہ وغیرہ اعمال صالحہ اور اسی طرح اعمال خبیثہ تو وہی خیر کثیر بصورت ایک حوض کے نمودار ہو گی اور ساقی کوثر حضرت سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہونا اس لئے ہے ۔ کہ فیض ولایت جس کو پہنچتا ہے ۔ آپ کے واسطے سے پہنچتا ہے ۔ حدیث شریف مولی کل مومن اسی پر دال ہے ۔ اور حوض کوثر پر جام ہیں ۔ کہ مثل کواکب کے نمایاں ہیں ۔ سو یہ فیض نظر ساقی کوثر کا ہے ۔ کہ مشکل بصورت جام کے ہو گا اور ہمت متعلق دل سے ہے ۔ مگر بوسیلہ نظر پہنچتی ہے ۔ نظر مرشد مشہور ہے ۔ ؂

دونوں جہاں کی نہ رہی پھر خبر اُسے   دو پیالے تیری آنکھوں نے جس کو پلا دیے ۔ (باقی صفحہ ۳۴ پر)

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

اخبار

۱۔ آستانہ عالیہ علی پور شریف میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ اور صاحبزادگان عالی مقام آستانہ عالیہ میں تشریف فرما ہیں۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت کی صاحبزادی اور ان کا فرزند ارجمند صاحبزادہ سید حیدر حسین شاہ صاحب اور سرکار علی پوری کی دو پوتیاں امسال برائے زیارت حرمین الشریفین زادہ اللہ شرفاً و مجداً حج شریف تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرح سے صحت و تندرستی کے ساتھ سعادت حج و زیارت حرمین الشریفین سے سرفراز فرمائے۔ اور ان کو بصحت تندرستی مراجعت فرمادے۔ آستانہ عالیہ فرمادے۔

۲۔ وادی کشمیر جنت نظیر کی روح فرسا جگر دوز خبریں آ رہی ہیں۔ اور بھارت کی فریب کاری و عیاری بلند بانگ دعاوی دعو کا دہی خوب آشکارا ہو گئے ہیں۔ درست ہے۔ کفر اور اتحاد ناممکن ہے۔ خون مسلم کی ارزانی ہے۔ کیا ان کا حق کو قید و بند محبوس کیا گیا جن پر گولیاں چلائیں یہ قصور ہے۔ کہ مسلم کو اپنی قسمت کا۔ کشمیر کے اہالیان کو اپنی قسمت کا خود فیصلہ کرنا ہے۔ ہم کسی سے الحاق نہیں کر سکتے۔ یا تو ہم کو آزاد رہنا ہے۔ جس حصہ ملک سے آزادانہ رائے شماری سے آبادی ملک الحاق کرنا ہے۔ چاہے اس سے الحاق ہو جائے۔ مگر اجازت کہ بلند بانگ دعاوی۔ بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہوئے۔ کیا ان بےچاروں کو جو کشمیر کے وادی میں آباد ہیں۔ حق خود ارادیت حاصل نہیں ہے۔ تمام دنیا میں اصول سیلف ڈیٹرمنیشن پر عمل ہو رہا ہے۔ مگر مظلوم کشمیری (کیونکہ وہ مسلمان ہیں) اس حق سے محروم رکھے جا رہے ہیں۔ اور ان کو گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ بندوقوں کی نوک سے ان کو مجبور کیا جا رہا ہے۔ کہ کشمیر کا الحاق ہندوستان سے ہونا چاہیئے۔ مگر یہ ستم کاری بیجرم کب تک ۔

(شعر)

نماز ستم گار بد روزگار ہے ... برد لعنتش جو در باہداد
بہ نرمی از آہ مظلوماں کہ ہنگام دمی کردن ... لعبابت از درحق بہر استقبال می آمد

(دعا)

اللہ تعالیٰ کا فضل شامل پاکستان ہو۔ خداوند کریم پاکستان کے اہل اقتدار کو پاکستان کو قائم رکھے اور اس کی صحیح خدمت کرنے اور ملک کی حالت کو بہتر بنانے کے وسائل اور طریق کار سے سرفراز فرمادے۔ اور تمام صاحبان اقتدار صحیح نمونہ اسلام اور اخوت اسلام کا دنیا کے روبرو پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو دن دونی ترقی عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین اور سب کو صحیح مومن و مسلمان بنادے۔ آمین !